



Digitized by Khilafat Library

# فہرست مضامین

- (۱) مرحوم مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ { اقل دارالامان کا ہفتہ
- (۲) مراسلت ۳-۲
- (۳) عصر جدید اور سلسلہ عالیہ احمدیہ
- (۴) یادگار کریم + { ۱۰-۹
- فرع عیسے دمن معہ
- (۵) تازہ الہامات و روایا - ضروری اطلاع
- نظم مشتمل بر وفات شہادت آیات
- حضرت مخدوم الملتہ مولوی عبد الکریم
- صاحب رضی اللہ عنہ -
- (۶) اشتہارات - ۱۲-۱۱

چہ گویم با تو گر آنی جہاد قادیان بینی دو اینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

( ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تڑیا جلدی )

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے عنہ (۳) ہندوستان سے ماہرے (۴) غیر مذہب والوں سے ۱۱ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عطا

## نمبر ۳۷ قادیان دارالامان مہاجرۃ - اکتوبر ۱۹۲۵ء مطابق ۱۱ شعبان ۱۳۴۴ء جلد ۹

### دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہل بیت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تندرست ہیں۔  
 ۲۔ حکیم الامت کی صحت بھی الحمد للہ اچھی ہے۔  
 فاضل امر دی ۱۵۔ اکتوبر کو قادیان پہنچ گئے۔  
 جناب سیٹھ عبدالرحمن صاحب مدد راسی ۱۳۔ اکتوبر کو بروز جمعہ دارالامان پہنچے۔  
 ۱۴۔ حضرت مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ ۱۲۔ اکتوبر کو قبل دوپہر ایک صندوق میں رکھے گئے اور سپرد زمین ہوئے۔ اعلیٰ حضرت کا منشاء ہے کہ انہی جماعت کے لئے ایک خاص زمین قبرستان کے لئے مخصوص کیا جاوے اور ان کے گرد ایک احاطہ بنایا جاوے۔ اس میں یہ صندوق نکال کر بچہ دفن کیا جاوے۔  
 ۱۴۔ ڈاکٹر خلیفہ حافظ رشید الدین صاحب خدا کے فضل و کرم سے اچھی طرح تندرست ہو کر ۱۶۔ اکتوبر کو واپس آکر چلے گئے۔

۱۳۔ اکتوبر کی صبح کو لاہور کی جماعت کے عزیز ارکان تعزیت کے لئے قادیان آئے اور واپس گئے۔

کس سیرم ناتوان افتادہ در کج خمول  
 بر فراق دوستان بانک در بغا میرنم  
 از سر برد قبول اہل عالم بگزرم  
 حرف ستری بادل دیوانہ آسائیم  
 اور کبھی  
 زبان حال سے وہ اپنا یہ شعر مجھے سنا دیتا ہے  
 بسے با کام دل بودیم درد نیادہ دون صانی  
 وداعی دوستان حال چلیدن آرزو دارم  
 بس اب زیادہ نہیں لکھ سکتا بجز اس کے کہ  
 اس زمین گورستان سے کہوں کہ  
 اے خاک تیرہ خاطر مہمان نگاہ دار  
 کین نور چشم ماست کہ دربر گرفتہ  
 اور رب کریم کے حضور مانہ اوٹھا کر کہوں کہ

رحمت حق بادر روح شریفش مستدام  
 این دعائش از من و آمین زہر دینار شد

بہت ہی کم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ مرحوم شاعر تھے اور صافی تخلص کرتے تھے (رضی اللہ عنہ) ایڈیٹر

ناظرین کو سناؤں گا + (سوقت میں یہ نوٹ بطور ایک عام خبر کے درج کرتا ہوں اور ناظرین کو یادگار کرکیم کے عنوان سے لکھ ہوئے نوٹ کی طرف توجہ دلاتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ احمدی بھائی مرحوم و مغفور کا جنازہ غائب پڑھیں + مرحوم کا ڈیسر میرے گھر کے سامنے ہے جب میری نظر پڑتی ہے دل کی عجب حالت ہوتی ہے ان چند سطروں کی تحریر میں بھی مرحوم کی یاد اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہتی۔  
 مرحوم کی ایک پرانی نظم جو ۱۵۔ ستمبر ۱۸۸۳ء کی اپنے قلم کی لکھی ہوئی ہے اس کے چند شعر بے اختیار زبان پر آئے ہیں جو اب اسکی لوح مزار زبان حال سے سناری ہے۔ آپ بھی سن لیں اور سمجھ لیں کہ جس کے گھر کے سامنے اسکا مخدوم اور محترم قبر میں پڑا ہوا ہے اس کے دل پر ان اشعار کے بے اختیار نکلنے سے کیا اثر ہو سکتا ہے اور وہ کہاں تک اس مضمون کو لکھنے کے قابل ہو سکتا ہے۔

عندلیب لو گر فتارم نوا یا میرنم  
 بے گل روئے کسے یا ہو دیا یا میرنم

### مرحوم مخدوم الملتہ (رضی اللہ عنہ)

ہر کہ آمد بچان اہل فنا خواہد بود  
 و آنکہ پایندہ و بانی ست خدا خواہد بود  
 آخر ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۲۵ء چار شنبہ کے دن ظہر اور عصر کے مابین ۲ بجے کے قریب واقع پیش آیا جس کا ایک عرصہ سے خوف لگ رہا تھا یعنی حضرت مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ نے عالم جاودانی کو رحلت کی  
 انا للہ وانا الیہ راجعون  
 ان العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الا ما یرضی ربنا وانا بفراقک یا عبد الکریم الحزینون + مخدوم الملتہ کی وفات جو ایک اقسام کی شہادت ہے ایک مفصل آرٹیکل لکھوانا چاہتی ہے مگر میں اسوقت اس قابل نہیں کہ دل دردمند رہا اس دیکر اس پر کچھ لکھ سکوں۔ ان اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ اسی مہینے میں انشاء اللہ العزیز میں اپنے محسن و مخدوم (رضی اللہ عنہ) کے کوچ کے حالات اپنے

بجرام کو وقت تو نزدیک رہیدو یا محمدیایان برضا یا بندہ کرم انشا اللہ سہ فوراً و کرم انشا اللہ



## نظم مشتمل بر وفات شہادات حضرت مخدوم الملتہ مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ (از میر مہدی حسین صامی)

غم سے آتا ہے کلیجہ منہ کو اور دل ہر دو نیم  
آہ دنیا سے سد ہمارا آج اک عبد الکریم  
خاصہ ارباب حق عاشق رسول اللہ کے  
راہی ملک بقا ہو کر ہوئے جنت مقیم  
کارِ نیک کے جراحت مند مل ہوئے رہے  
درذات الجنب سے رخصت ہوئی جان سقیم  
آسمان پر باب رحمت یک بیک سب کھل گئے  
جسم خاکی سے اڑا جب طائر روح سلیم  
واہ سے نشان نبی عاشق کا دم نکل جیہی  
آسمان پر گرد پہنچی چہا گیا بار دل جسم  
اضطراب اہل دل لایا اوٹھا کر کرد باد  
خاک گلیوں میں اڑا پیہر گئی یکدم نسیم  
عبد مومن کا جنازہ جب رکھا میدائیں  
بجلیان کو ندین گھٹا اٹری ہو احشر عظیم  
کیا بیان اس کا زبان میری سے ہو سکتا  
منہ پر بوسہ دیکے بولے جب یہ امت کے حکیم  
کہتے تھے رحلت پہ ابراہیم کہ جو کچھ نبی  
ہم اوہیں لفظوں میں کہتے ہیں مری پیاریم  
یعنی ہم احکام خالق پر نہیں ہیں لب کشاء  
پر تیری فرقت نے ہم کو کر دیا تصویر جسم  
بوندیان بر سین او سیدم اشک خون کی طرح  
دیکھتے تھے جب کہ چہرہ کو سوجائے و سیم  
پہر جنازہ پر نماز آخری ہونے لگی  
آسمان روتا تھا ہمارا و محبتان صمیم  
منہ سے کرتے تھے دعا آنکھوں سے پانی تھاروا  
جوش میں آیا یہ حالت دیکھ باران رحیم  
یوسف چادر محمد کے غم میں یعقوب حزین  
چکیان لیتے رہے از بسکہ تھے نار و کیم  
والدہ کو آپ کی اللہ دے صبر جمیل  
اُس سے کہ آپ کا گھٹا پہ اندوہ کا کوہ عظیم  
ہم کہیں گے بالضرور اس مرد میدان کو شہید  
گو دھامت سے کرے یاد آپ کو کوئی نسیم  
ہم کو یارب صبر دے اور عاقبت محمود کر  
اور بیت نعم البدل ہو کو عطا کر یا علیم  
مصرع تاریخ لکھا میں نے بے دخل ہاک  
فات عبد الغنا فافا للہ رحمٰن رحیم

۱۳۳ھ ۱۳۳ھ

مرحوم کی وفات سے چند گھنٹہ پہلے یہ الہام  
الہی ہوا۔ یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی  
خلقکم۔ یعنی خدا کی ہی عبادت کرو جس نے تمہیں  
ناچنے نطھنے سے پیدا کیا۔ آمین یہ اشارہ  
ہے کہ حد سے زیادہ محبت کرنی ہی ایک  
آدمی کو معبود بنا لینے کے برابر ہوتی ہے  
یہ اسی کے مشابہ ہی جو حضرت ابو بکر رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کی وفات کے وقت فرمایا کہ من کان یعبدا  
محمد فان محمد اقامت ومن کان یعبدا اللہ  
فان اللہ حی لا یموت +

### تازہ الہامات روایا

۱۱۔ اکتوبر ۱۹۵۷ء قبل وفات حضرت مخدوم الملتہ  
رضی اللہ عنہ روایا۔ دیکھا۔ کہ قدرت اللہ خان  
کی بیوی روپیوں کی ایک ڈھیری پیش کرتی ہے اس میں  
ایک لکڑی بھی ہے۔

(۱) الہام ہوا۔ ابرید الخیر۔ ترجمہ  
میں خیر کا ارادہ کرتا ہوں۔

(۲) الہام۔ یا ایہا الناس اعبدوا  
ربکم الذی خلقکم۔ ترجمہ اے لوگو! اپنے  
رب کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا۔

فرمایا۔ مولوی عبد الکریم صاحب کی موت  
پر حد سے زیادہ غم کرتا اور اس کی نسبت یہ  
خیال کر لیتا کہ اسے بغیر اب فلان ہر ج ہوگا۔  
ایک قسم کی مخلوق کی عبادت ہے کیونکہ جس  
سے حد سے زیادہ محبت کی جاتی ہے یا حد  
سے زیادہ اس کی جدائی کا غم کیا جاتا ہے۔  
وہ معبود کے حکم میں جوتا ہے خدا تعالیٰ ایک  
کو بلا لیتا ہے دوسرے کے قائم مقام کر دیتا ہے  
فادار بے نیاز ہے۔ پہلے اس کی ایک بیہوشی  
الہام ہوا تھا جو ہم سب کے قریب کے تو ثرون  
الحیوة الدنیا۔ یعنی تم دنیا کی زندگی کو  
اختیار کرتے ہو +

### ضروری اطلاع لکڑخانہ

کاتام روپیہ جو بعض احباب حضرت مخدوم  
الملتہ مولوی عبد الکریم صاحب  
رضی اللہ عنہ کے نام پہنچتے تھے  
وہ آئندہ براہ راست حضرت اقدس  
کے نام روانہ کریں۔ ان اگر کوئی صاحب  
مخدوم الملتہ کے ضعیف والدین کیلئے  
کوئی رقم بھیجن تو وہ میان محمد اسماعیل سالکی

موت جہان ایک طرف جماعت کے لئے  
غم کی خبر ہے دوسری طرف جماعت کے  
لئے ایک عملی نصیحت کا سبق دیتی ہے۔  
اور وہ یہ ہے کہ وہ دنیا کی محبت کو کم کر کے  
آخرت کی طرف دل لگائیں۔ کوئی نبی نہیں  
آیا جس کی یہ تعلیم نہ ہو کہ یہ دنیا اور اس کی زندگی  
ہیچ ہے۔ چنانچہ جب حضرت مسیح موعود علیہ  
السلام نے بہت دعا حضرت مولانا مرحوم  
کیلئے کی تو الہام ہوا۔ تو ثرون الحیوة  
الدنیا یعنی حیات دنیا پر بہت زور نہیں  
دینا چاہئے یہ دنیا تو اسی قابل ہے کہ اس سے  
دل کو لوٹ کر آجنگہ دل لگایا جاوے جہان  
حیات ابدی ملتی ہے۔ حضرت مسیح موعود  
نے اس موقع پر فرمایا کہ صحابہ کے نمونہ کو مشر  
نظر رکھنا چاہئے وہ سوائے خدا کی راہ میں  
جان فدا کرنے کے اور کچھ جانتے ہی نہ تھے  
اور اس زندگی کی مطلق کوئی پروا نہ کرتے تھے  
بلکہ ہر وقت منتظر تھے کہ کب شہادت پا کر  
خدا سے جا ملیں۔ یہ جس قسم کی مصیبت  
اور غم ہیں مولوی صاحب مرحوم کی مفارقت  
سے پہنچا ہے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو  
روزانہ ایسے غم پہنچتے تھے۔ اور آپ کے  
نہایت عزیز صحابہ آپ کی آنکھوں کے سامنے  
قتل ہو جاتے تھے۔ مگر خدا تعالیٰ نے آپ کو  
دل ہی ایسا دیا تھا۔ کہ وہ سب مصدات کی  
برداشت کرتے اور کسی کو اگر اس قدر غم پہنچتا  
جس قدر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
کو پہنچتا تو وہ اپنی غموں سے ہلاک ہو جاتا۔  
یہ ایک عجیب بات قابل ذکر ہے کہ  
حضرت مولوی صاحب مرحوم کی وفات پر  
صرف جماعت ہی روتی تھی بلکہ آسمان بھی روتا۔  
آپ کی وفات سے پہلے آسمان بالکل صاف  
تھا اور کئی دنوں سے اس طرح صاف چلا آتا  
تھا مگر جب کہ آپ نے آخری دم لیا آسمان  
پر بادل نمودار ہو گیا اور آخر جب آپ کا  
جنازہ میدان میں رکھا گیا اور حضرت مسیح  
موعود نماز جنازہ کیلئے تشریف لائے تو  
ایسے قطرے آسمان سے برسے شروع ہو گئے  
جو بالکل رونے سے مشابہ تھے۔ جو احمق  
نادان اس موت پر ہنستا ہے وہ یاد رکھے  
کہ یہ ہنسنے کا وقت نہیں یہی موت کا دروازہ  
ہے جس سے سب نبی قلی ہو کر گذرے اور  
آخر ای سے سب نے گذرنا ہے دوسرے بطور  
اللہ تعالیٰ اس جماعت کو بھی حکم دیتا ہے کہ  
حد سے زیادہ غم نہ کریں۔ مولوی صاحب

لفظ آپ کے منہ سے سنئے کہ فلان مصلون میرے  
سہم میں ہے اگر خدا توفیق اور صحت دے تو امی  
لکھا جائے۔ یہی سچی مومنانہ زندگی کا ایک نقشہ  
ہے اور خدا نے آپ کے ساتھ وہی معاملہ کیا  
جو وہ اپنے اولیاء و کرام سے کرتا ہے ورنہ اس  
تیمر و مصلحت کے ساتھ جو ایک سال سے  
نہر پگھلا گیا تھا کال رکھل اس قدر مہلت نہیں  
دیتا چاہے جتنی کہ اچھا ہو جائے۔ حضرت  
مولوی صاحب مرحوم کی صحت کی حالت ایک  
دفعہ تو ایسی ہو گئی کہ فرمانے لگے کہ اب تو میں  
دو چار دن میں چلنے پھرنے لگوں گا اب خوب  
طاقت آگئی ہے اور اگر دن پر تو اب کچھ معلوم  
ہی نہیں ہوتا دراصل گدوں کا کارنیکل بہت  
اچھا ہو گیا تھا۔ اور ترجمہ بھر گیا تھا مگر ساتھ  
یہ ان کے مرحوم ہر وقت موت کے لئے تیار  
رہتے تھے اور ایک لمحہ بھی اس طرف سے غافل  
نہیں ہوئے ان درمیانی صحت کے وقفوں  
کی اطلاع ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام  
کو دیا میں ہوتی رہی۔ مگر تقدیر مبرم ہی تھی  
جسے اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا  
کہ اذا جاء افواج وسم من السماء۔ یعنی جب  
آسمان سے فوجیں اور زہر آجلی۔ اور پھر  
اس کے ساتھ ہی کفن میں لپٹا گیا۔ اور پھر  
یہ کہ ان المنايا لا تطیش سہامہا۔ یعنی موت  
معاشرہ خطا نہیں جاتا۔ یہ سب مع الہام سننا لیس  
مسال کی عمرانا لہذا والیہ راجعون تقدیر مبرم  
کی خبریں تھیں۔ جو ۳۲ روایا امتدایں بشر  
سبھی گئی تھیں انکو ایک طرف اللہ تعالیٰ نے  
ایک حد تک صحت دیکر پورا بھی کر دیا مگر ساتھ  
ہی یہ بات بھی ہے کہ انسان کا ذہن ہمیشہ  
حیرت کی طرف متباد رہتا ہے اور یہی طریق  
انبیاء علیہم السلام کا ہے کہ جن تک کوئی امر  
جو بظاہر مصیبت کے رنگ میں ہوتا ہے  
واقع نہیں ہو جاتا تب تک وہ اللہ تعالیٰ  
کے فضل کو ہی تلاش کرتے ہیں اور فضل سے  
کبھی مایوس نہیں ہوتے۔ ایسا ہی جب  
قال لیتے ہیں تو نیک ہی لیتے ہیں اور کبھی  
بیرفلا نہیں لیتے وہ ایک طرف اللہ تعالیٰ  
کی بے نیازی کو سمجھتے ہیں اور باوجود بڑے  
بڑے فضل کے وعدوں کے دردناک  
دعاؤں میں لگے رہتے ہیں جیسا کہ آنحضرت  
ہمدی لطائف میں اور دوسری طرف جب کوئی  
مصیبت یا غم نازل ہو تو اٹھتا ہے تو اس  
وقت وہ فضل سے کبھی مایوس نہیں ہوتے۔  
حضرت مولوی عبد الکریم صاحب کی



# مراسلت

محبت اساس معنی رس جناب اخوی منشی  
یعقوب علی صاحب زاد عطفتمہ

بعد اداء تحیت سلام بکشف ضمیر ہر  
نویسہ۔ میں آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ آپ  
نے میرے مسئلہ مضمون کو اپنے اخبار گویا  
میں جلدیکر طری کلمیوں سے رائی بخشی۔  
اب میں ملتس ہو کر مولوی ثناء اللہ صاحب نے  
پرچہ اہل حدیث بابت ۱۱- اگست ۱۹۵۷ء میں  
ایک امر غیر محقق درج کیا ہے۔ اس کا کشف  
فرما کر ایک عالم کو رو اب غفلت سے نکالیں۔  
یا گو یا غار میں سوئے ہوئے کو جگا دینے۔ اور  
وہ یہ ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ غار اصحاب  
کہف کو ایک شخص میان جو اہر قوم زر گردیکہ یا  
ہے۔ جو خواجہ الطول سے نصف میل پر  
واقع ہے اوہیں اصحاب کہف چار اور ظہر  
سوئے ہوئے ہیں۔ اور اون کا کتا صحیح  
سالم آنکھیں کھولے بیٹھا ہے۔ جسکا سرخ و  
سیاہ رنگ ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ  
اوٹھکر اچھی کاٹ کھا ٹیکا۔ اور فریب ہے۔  
شہر و قیالوس کے آثار پائے جاتے ہیں یہ  
ملک ترکستان علاقہ چارچوی کہلاتا ہے اور  
روم روس کی سرحد پر واقع ہے۔

مکرم من اس امر کا تذکرہ میں نے مولوی  
نور احمد صاحب نزل لودی ننگل کے پاس کیا  
انہوں نے مجھے تحقیق کرایا۔ کہ یہ وہاں کے  
مجاہدوں کی بنیاد ہے ورنہ آج تک غار  
میں اصحاب کہف یا اونکی کتے کا صحیح و سالم  
باقی رہنا عقل نقل کے برخلاف ہے تب  
مجھے اس قاضی کی اس تحریر پر جو لاہور  
محرم بڑا افسوس آیا۔ لہذا وہ تحقیق  
ذیل میں عرض کرتا ہوں ازراہ نواز شہر  
الحکم میں درج فرمادین۔ عند اللہ ماجور و  
عند الناس شکور ہونگے۔

یہ واقعہ نقل کے برخلاف اسواسطے  
ہے کہ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ  
اصحاب کہف کی ہڈیاں تین سو برس سے  
اوس غار سے جاتی رہی ہیں۔ قال قتادہ  
غزالی ابن عباس معہ حبیب ابن  
سلمہ قمر و ابی الکھف فاذا فنیہ  
عظام فقال ہذا عظام اصحاب  
الکھف فقال ابن عباس فقد  
ذہبت عظامہم منذ اکل ثمن

ثلث ماثیۃ (تاریخ طبری) اور کیوس  
متیس کا مصنف مسطر بارنگ گولڈ لہنتا ہے  
کہ اصحاب کہف کی ہڈیاں ایک بڑی پتھر کے  
بکس میں بند کر کے مارسلیس واقعہ ملک اٹلی  
میں بھی گئیں جو اب بھی سینٹ وکٹر کی گرجا  
میں دکھائی جاتی ہیں انتہی غسل مصفی۔  
تعجب ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب  
صرف اون کی لاشیں بلکہ اونکا کتا بھی اب  
تک صحیح سالم تسلیم کرتے ہیں حالانکہ زمانہ نبوی  
سے کئی برس پہلے اون کی ہڈیاں ہی  
اٹھائی گئی ہیں۔

ہاں اس مقام میں ایک اختلاف کا رفع کرنا  
ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت ابن عباس  
نے امیر معاویہ کو غار کے اندر جانے سے منع  
کیا ہے۔ اور اس روایت میں خود آپ نے کشف  
حال کا بخوبی طور پر ارادہ کیا تھا جس سے آپ  
نے منع کیا اور خود بدولت نے سرسری نگاہ سے  
دیکھا ہے جو موقع کے مناسب ہوگا۔

اور یوں بھی مطابقت ہو سکتی ہے کہ عوام کے  
لئے دیکھنا منع فرمایا ہے اور خواص کے لئے  
جائزہ لکھا گیا ہے۔ یا پہلے آپ منع سمجھتے ہوئے  
اور آخر میں جواز مقرر فرمادیا۔ یا اول ظاہر  
قرآن پر عمل فرمایا ہے اور ثانیاً بطن قرآن کی  
مطابق جواز کا فتوے دیا۔

اسکی تفصیل یہ ہے کہ ظاہر قرآن مجید سے تو یہ  
سات آٹھ ہزار گن کا فقہ معلوم ہوتا ہے اور  
باطن میں یہ اوس قوم کی اقبال مندی کی پیشخبری  
ہے جو غاروں اور بنوں میں بسر کرتی تھی  
لہذا حضرت ابن عباس نے جب اوس قوم کا  
لحاظ کیا ہے تو غار کا ملاحظہ منع فرمایا ہے کیونکہ  
قوم اوس غار کو اندر نہ تھی بلکہ باہر میدان میں  
غار سے برلی طرف چنانچہ لفظ وہم نے  
فجوة منہ ظاہر کر رہا ہے اور جب چند اشخاص  
کا لحاظ کیا ہے تو اون کے حالات بذات خود  
دیکھتے ہیں اور فرمایا کہ وہ نہ صرف مر گئے ہیں  
بلکہ اون کی ہڈیاں بھی یہاں سے جاتی رہی ہیں۔  
اور وہ قوم بارعب غاروں میں رہنے  
والی وہی ہے جسکے رعب کا ذکر احمد بن حنبل  
بتین ہے۔ آخر جت عباد الی لایدان  
لاحد بقتا لہم یعنی مسیح موعود کے زمانہ  
میں تھے وہ بندے بہت ناک نکالے  
ہیں جسکے ہنگامہ کی برداشت وہ ہتہ لڑائی  
سے نہیں ہو سکتی۔

ہاں یہ وہی قوم ہے جسکی خبر نہ صرف موسیٰ  
و مسیح نے دی بلکہ کل انبیاء علیہم السلام نے

اور یہ وہی قوم ہے کہ مسیح پر ایمان لا کر زندہ  
ہوئی اور اوس میں سے چند بزرگ اپنا دین  
لیکر غار میں داخل ہوئے چنانچہ تفسیر کبیر  
میں لکھا ہے کہ اصحاب کہف کے زمان اور  
مکان میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ  
موسے علیہ السلام سے پیشتر تھی اور موسیٰ  
نے اون کا ذکر تورات میں کیا ہے اور اسواسطے  
یہود نے رسول خدا صلعم سے اون کا حال  
دریافت کیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ مسیح  
علیہ السلام سے پہلے داخل ہوئے اور  
مسیح علیہ السلام نے اون کی خبر دی تھی اور  
پھر وہ مسیح علیہ السلام کے بعد زندہ ہوئے  
اور بعض کہتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام کے  
بعد وہ غار میں داخل ہوئے تھے یہ محمد بن  
اسحاق کا قول ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ  
نہ مہرے میں اور نہ قیامت تک مہرین گئے اور  
اون کے مکان کی نسبت قتال نے محمد بن  
موسیٰ خوارزمی منجم سے حکایت کیا ہے کہ  
خلیفہ واثق باللہ نے اسکو روم کی طرف  
روانہ کیا تاکہ اصحاب کہف کے حالات  
دریافت کرے وہ کہتا ہے کہ شہنشاہ روم  
نے میرے ساتھ بہت سا گروہ ہمراہ کر کے  
مجھے اوس مقام کی طرف روانہ کیا جہاں کہا  
جاتا ہے کہ اون کا غار ہے جب وہاں پہنچے  
تو مجا دروں نے مجھے اندر داخل ہونے سے  
بہت ڈرایا لیکن میں اندر چلا گیا کیا دیکھتا  
ہوں کہ اون کے بال اون کے سینہ پر پڑے  
ہوئے تھے ابن موسیٰ نے کہا اور میں نے  
شناخت کیا کہ وہ بنیاد و مچا اور لوگوں  
کی جیل سازی تھی اونہوں نے اُن جثوں  
کی تدبیر کر رکھی ہے یعنی خشک ادویہ مردہ  
کے بدن پر لگا کر رکھی ہوئی تھی تاکہ بوسیدہ  
ہوئے محفوظ رہیں مثلاً ایلو وغیرہ سے  
آلودہ کیا ہوا تھا پھر قتال نے کہا کہ ہمارے  
نزدیک متحقق بات یہ ہے کہ سات کا یقینی  
علم نہیں کہ یہ وہی جگہ ہے یا وہ کوئی اور  
جگہ ہے جو اصحاب کہف کے اصلی غار ہے  
اور جسقدر خداوند تعالیٰ نے ضروری ہے  
وہ قطعاً امر ہے اور اہل روم کے قول کا  
کچھ اعتبار نہیں کہ یہی وہ غار ہے اور  
میں کہتا ہوں کہ اون کی زمانہ و مکان کی  
نسبت جو علم ہے اس میں عقل کو کچھ بھی  
گنجائش نہیں یہ امور نص سے مستفاد  
ہو سکتے ہیں اور نص یہاں مفقود ہے پس  
ثابت ہوگا کہ اون کے مکان یا زمان کے معلوم

کر نیکی کوئی سبیل نہیں انتہی تفسیر کبیر کا مضمون  
خلاصہ ختم ہوا۔  
اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ اکثر اخبار میں  
کے مؤید ہیں کہ وہ غار بلاد دوم میں ہے اور  
حضرت ابن عباس نے کہا کہ وہ ایلر میں ہے  
اور بعض نے کہا قریب طرموس کے اور بعض  
نے کہا ایلر و فلسطین کے قریب نشان دیا ہے  
اور بعض نے قریب زبراء کے اور بعض نے غزناط  
اندلس میں یوقوہ بتایا ہے۔

لفظ رقیم کے معنی میں بھی اختلاف ہے  
ابن عباس نے کہا کتاب ہے بعض نے کہا  
وہ جنگل ہے حسین وہ غار ہے بعض نے گاؤں  
کا نام بتایا ہے بعض نے کہا ہے رقیم  
کلب کا نام ہے بعض نے کہا اوس غار کا نام  
ہے حسین میں آدمی بند ہو گئے تھے بعض  
نے کہا رقیم پتھر ہے اور نیز ابن عباس نے  
کہا وہ قلمی کی تختی ہے حسین اون کی نام لکھ  
گئے تھے اور بعض نے کہا اوس میں اون کی  
شریعت لکھی ہوئی تھی بعض نے کہا رقیم دوا  
ہے بعض نے کہا اصحاب کہف رقیم کا قصہ  
خداوند تعالیٰ نے مفصل بیان نہیں فرمایا۔

ایسا ہی لفظ کلب میں اختلاف ہے بعض  
نے کہا وہ زرد رنگ کا کتا ہے بعض نے او  
رنگ کا بتایا ہے اور بعض نے کہا وہ بادہ  
آدی تھا اونکے پیچھے سے گیا تھا اور حقیقتہ کلب  
نہ تھا اور پہلا امر مستند ہے انتہی

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اگر یہ روایات  
دیکھی ہوں تو کبھی ثقاہت راوی پر ہر وہ  
کر کے یہ مضمون درج اجازت کرتے ہیں کہ  
جیکہ اونکا زمان اور مکان مخصوص نہیں تو  
آج ایک زرگر کے قول پر کون اعتماد کر سکتا ہے  
شاید منقول ہی پہلا بیٹھتے ہیں ورنہ اس قضیہ  
متمل صدق کتب پر استناد نہ کرتے۔ اور  
تفسیر حقانی میں لکھا ہے کہ شہر افسوس یا فہرست  
جسکو طرموس ہی کہتے ہیں ایشیا رکوکچک کا  
ایک شہر ہے اس شہر سے تین کوس کے  
فاصلہ پر ایک پہاڑ ہے حسین وہ غار ہے کہ  
جہاں اصحاب کہف غائب ہوئے تھے یہ غار  
کئی میل تک کا ہے اور اسکی کئی شاخیں بہت  
ناگ درے ہیں یہ شہر قیامہ روم کے  
عہد میں بڑی رونق پر تھا اب اس کے خرابات  
پڑے ہیں ایک قصہ یہاں ہے یہاں حضرت  
سلطان روم کی علمداری ہے۔

اس غار پر ایک خانقاہ ہے جسکی عیسائی  
اور مسلمان دونوں تعظیم کرتے ہیں غالباً یہ وہی







### عصر جدید اور سلسلہ عالیہ احمدیہ

آج اگست ۱۹۵۷ء کا عصر جدید طلب ہے۔ پاس بھیجا گیا جس کے معنی یہ ہیں کہ مسلمانانِ مہاجر و مسلمانانِ مہاجرین میں خصوصاً پڑھوں اور قابلین کے لئے خیر خواہ غلامِ شعلین کی داغ بیل کی ضرورت ہے۔ ان کے لئے اپنے دوست کو محروم نہیں رکھنا چاہتا تھا۔ لہذا میں نے مسلمانانِ مہاجر کو بغور پڑھا اور اب اسے پیش کرتا ہوں۔ یہ ہے کہ ہمارے لائق ایڈیٹر عصر جدید اس ناکسار کو بھی ہاکام فرماتے ہیں گے۔ لائق ایڈیٹر نے جیسا ناظر کیا ہے کہ اس جدید دنیا کی تحریک کو کھانا بھرے کسی دوسرے موقع کے لئے چھوڑ دیا تھا۔ یہ قطعی خلاف واقعہ ہے۔ افسوس ہے کہ ایسا قابل ایڈیٹر تقدیر یافتہ ہو کر یا اس درجہ پریشان دل ہو کہ حافظہ ہی نہیں یا خلاف واقعہ امور پر قلم اٹھانے کی جرأت کہے اس تحریک جدید پر تو وہ سلسلہ سے قطع آزمائی کر رہا ہے اُسے یاد ہونا چاہیے کہ البتہ کے کالم جب سہار دی کے عزائم سے سیاہ کیے جا رہے تھے تب بھی اس طبعاً نکتہ چیں کا قلم نہیں رکھا تھا۔ میرے قلم کے قیام یعنی سلسلہ میں ہی وہ جنگیاں لیتا رہا تھا۔ میں بھی نہیں اس طبعاً نکتہ چیں کی خدمت گذاری بھی معلوم ہوئی تھی اور آج بھی ہم باور رکھیں کہ حق خداوندی سے سبکدوش ہونا چاہتے ہیں۔ سلسلہ میں اس سلسلہ عالیہ کے خلاف قلم اٹھانے اور طبعاً نیش زنی کرنے کی تحریک اس میں اسکو اسلیے ہوئی کہ قاضی سیالکوٹی مخدوم الملک مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک ذکر ہرزہ سرابہ لکام کی تحریک شایعہ اور بحث گندی بخش کذب بیانی پر قلم اٹھایا اور فرما کر اور اس کے انبائے جنس پر سبلیاں گرائیں۔ یہ سب کو تو پہلے ہی سے یقین تھا کہ عصر جدید کا ایڈیٹر ان چیزوں سے بیلا یا ہوا ہے بے چینی چلائے بیچارہ کیسے رہ جائے گا۔ لہذا اس تحریک کو اگرچہ اس نے عمداً چھپایا ہے مگر وہ حقیقی کو چھپانا اور غلط بیانی سے کام لگانا کوئی ایسا امر نہیں ہے جسے اسے کبھی برا سمجھا ہو یہ صفت عالی مذہبی ورثہ میں پائی ہے پھر کہوں ضرورت اس سے فائدہ نہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ اگر اور عصر جدید کے ایڈیٹر کو ایک ہی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ وہ مٹان کا شرعہ تھا اس لیے سخت ایڈیٹر کی ضرورت ہوئی اور کھانا

چپ ہو گیا مگر ایڈیٹر عصر جدید نے نئی روشنی آدی ہے اس کے لیے اس کے موافق علاج کی ضرورت ہے۔ تا فاسد مواد اس موقع پر بھی مودت کرے۔ طرزِ تحریر پہلے کا ناشائستہ تھا۔ اس لیے فاضل سیالکوٹی کو تیغِ سنخ دینا پڑا۔ عصر جدید کی طرزِ تحریر زمانہ تہذیب کی ہے اس کے لیے عہد کو مزین مگر مشد کے خلاف میں درکار ہے تا آہستگی سے گلے سے اتر جائے لہذا ہم انشاء نقالی اسکی مرضی کے موافق خدمت کر رہے ہیں۔ مرزا صاحب ہی پر کچھ مضمون نہیں ہے یہ کہو تو آج ہندوستان میں ایک بھی ایسا نظر نہیں آتا جس کے عروج نے ایڈیٹر عصر جدید کی آگ کو نہ بجھ کر دیا ہو۔ اور وہ محسوس اس کے قلم سے بچا ہوا تو حقیقتاً یہ آگ ہی ہمیں موجود جو اسے بعض ایسے موقع پر پریشان کرتی ہے یا وہ کمزور طبع ضعیف الذہن اپنے داعی قوی کو کارِ عالم کے قابل نہیں پاتا اور پریشان ہو کر مجنونانہ پڑاؤ لگنے لگتا ہے۔ بہر حال ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کیا فرماتے ہیں۔ یہ طبعاً نکتہ چیں قبل عصر جدید کی بے نقبھی اس کے کہ مضمون شروع کرے کوشش کرتا ہے کہ پہلے کو اپنے بے نقبھی اور بے لاگ تحریر کا نتیجہ دلائے اور اس غرض کے لیے وہ قرآن شریف کی آیت کریمہ فیشتر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ کا مصداق اپنے آپ کو قرار دیتا ہے مگر کیا اس کی تحریر یعنی نفس مضمون اسکی تا ئید کرتا ہے ہرگز نہیں۔ نقبھی لوگ ہمیشہ اپنے اپنی بے نقبھی کا اظہار کیا کرتے ہیں اور اسے بطور مقدمہ بیان پیش کرتے ہیں تا لوگوں یا اپنے دل کو تسلی دیں یہ دھوکا ہو کر رہتا ہے۔ مجرم ہی ہمیشہ صفائی کی طرف سے پہلے بھاگتا ہے۔ اگر حقیقتاً وہ بے نقبھی ہوتا تو پہلے خود سمجھ لیتی اسے مزید یقین دلائی کی ضرورت کیوں ہوتی۔ کیا پہلے بے نقبھی کا نتیجہ اپنی دہرہ دکھاتا ہے کہ اس آیت کریمہ بموجب ہمیشہ ہمہ صحیح اور سچ بات ہے لکھتے ہیں ہر جگہ اور ہر شخص سے لینا چاہیے مگر سوال یہ کہ وہ ایسا کرتا بھی ہے۔ چاہیے تو ایک فرم ہے اور لینا ایک عمل ہے۔ وہ ثابت تو کرے اس کا منشأ علم فرمائی ہے یا دینی وہ عمل ایسا کرتا۔ افسوس کہ ایسا عمل بے عیب نہیں ہے جیسا اس طبعاً نکتہ چیں کا دعویٰ ہے عیب ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب منظر کے عیوب کے ساتھ اگر وہ ان کے محاسن ان کے گروہ کے کچھ خوبیاں بھی لکھ دیتا تو یہ

قیاس ہو سکتا تھا کہ نظر عین ذالی گئی ہے اور بے نقبھی اور نیک نیتی سے کام لیا گیا ہے مگر کیا کوئی ذی عقل اسے باور کر سکتا ہے کہ جب ایڈیٹر عصر جدید تک میں بعض اوصاف حمیدہ بھی ہیں تو مرزا صاحب منظر میں نہیں گئے جو باعتبار اپنے حسن اخلاق کے دوست دشمن سب کی نظر میں حلیق منکسر درگزر کرنے والے راسخاں ہیں یا اگر فرم کر لو اس طبعاً نکتہ چیں کی رائے میں وہ ان اوصاف میں سے کسی اور صفت حسنہ سے مستفہ ہیں تو کیا اسکا اظہار اس کے لیے باعث شرم تھا۔ کیا سچی تحقیقات شہادتوں میں سے صرف بُرائیاں چن لیے کو کہتے ہیں۔ آفریں بے نقبھی مالیک کو لکھ کے حج صد آفریں! اس عنوان کے تحت میں نے انبیاء سے بعض یہ طبعاً نکتہ چیں لکھتے ہیں کہ مرزا صاحب کے اخبار پورے حواری وغیرہ اس بات کو روہ تے نہیں لکھتے کہ مسلمانوں کی حالت نہایت قییم ہے اس لیے ایک رسول اور مجدد اور مادی کی ضرورت ہے اس کو کے پہلے حد سے ہم کو اتفاق ہے۔ پھر لکھتا ہے اور اگر صاف صاف دلائل اور مفید اور برحق تعلیم ہو تو ہم بے تامل ایک مادی اور ایک رسول اور مجدد کو لینے کے لیے آمادہ ہیں۔ یہ خاکسار پہلے سے فیصلہ چاہتا ہے کہ اس اور برحق تحریر میں پہلا حصہ کونسا ہے جس سے اسے اتفاق ہے اور وہ دوسرا حصہ کونسا ہے جس سے نا اتفاق ہے یہی عقل پرہیز نہیں کرتی کہ ایک جملہ میں جو یہ کہتا ہے کہ جو کہ مسلمانوں کی حالت سقیم ہے اس لیے مادی رسول کی ضرورت ہے۔ اول حصہ کونسا ہے اور دوسرا حصہ کونسا ہے اور جبکہ وہ رسول کو لینے کے لیے بشرط تعلیم برحق آمادہ ہے تو انکار کس سے ہے۔ افسوس! انجی کی کرسی پر بیٹھ کر ایک اردو کے فقرہ پر بھی قدرت فہم نہ ہونا کس قدر ذلت و خواری ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے اخبار پورے حواری اسے دلائل کو اور اظہار حق کو دہراتے کیوں تمکین گئے۔ جبکہ عصر جدید اپنے منظرِ اصلا سندن کو جس کی اعلیٰ تعلیم قرآن شریف میں ہی موجود ہے۔ بار بار دہراتے نہیں لکھتا اور محض خضول قوم کا روپیہ صرف کر رہا ہے اور اپنی نو کے لیے یا پیٹ پالنے کے لیے اس قدر گرم ہے کہ ہر ماہ ایک پرچہ ہی رت سے بھرا ہوا نکال رہا ہے اور پھر نہیں لکھتا۔ اسے طبعاً نکتہ چیں اپنے گریباں میں منہ ڈال کر ہی قلم ہاتھ میں لیا ہوتا۔ جس رسول پاک کی تعلیم کو سارے عالم نے مانا ہے۔ جب اسکی تعلیم فاضل ایڈیٹر کو راہِ راستہ

نہا سکی تو اب وہ اگر جدید رسول کو محض قبول سے محروم ہی رکھے تو اولیٰ ہے کیونکہ قبول کرنا معلوم جب تک طبعی نکتہ چینی باقی ہے اور طبیعت پرل نہیں سکتی پھر سعادت قبول حق نصیب کیونکر ہو سکتی ہے و ماسا تیتھ صحن الہی من ایات ربھ صلا کا نوا عینہا مضرین یخسہا علی العباد مایا تیتھ صحن رسول الاکانوا یہ یستہزنون جو گروہ ان ایڈیٹر کی آیات کریمہ میں شامل ہے یعنی رسول سے اور اعلیٰ نشانات سے اعراض کر بیولے اور امتزاج کرینو اسے خدا کے رسولوں کے جھٹ پڑنے سے بے نقبھی رہتے ہیں۔ شروع اور ابتدا اسلام ہی میں جب مسلمان خدا کا استنار اس شدت کیا گیا کہ آج تک کبھی عصر جدید کا ایڈیٹر اس کے انبائے جنس اس لعنت کو دہراتے نہیں لکھتے۔ خدا کے صدیق گروہ پر کی جارہی ہے تو اب کیونکر امید ہو کہ وہ کسی جدید رسول کے قبول کرنے پر واقعی آمادہ ہے جس نے ان اگلوں کو قبول نہیں کیا جنکو ایک حیثیت مذہبی سے کروڑوں قبول کی ہو ہیں۔ اور دوسرے حکامانہ حیثیت سے ہر قوم کے ہونے یا ستنار ایڈیٹر عصر جدید و خواہ ملتے جلتے ہیں جنکی صداقت کے زندہ نشان آج تک موجود ہیں تو پھر کیا توقع کی جائے کہ یہ جاننا ہے اپنا جنس سے بڑھا چڑھا ہیر و پیرا ہے جس کے لیے کوئی قوی روک نہ دہی خدق حارح نہیں ہو سکے گی یہ حال اگر وہ قبول کرے پر آمادہ ہے تو دلائل کا ایک دفتر موجود ہے وہ اپنے حقیقی اعتراضات جو حضرت مرزا صاحب کی براہین قاطعہ پر اسکو میں پیش کرے اور پہلے براہین پر اسکا کر کے موقع دے کہ وہ اس کی اس حرات کا نمونہ بھی لکھو نہ دیکھیں ہم حاضر ہیں اس کے اعتراضات سننے اور نقد کرنے و توفیق جواب دینے کے لیے ہاں دل بدلینا اور دل کی کھڑکیاں کھولنا تو صرف خدا کے ہاتھ میں ہے اس کے لیے ہر دلیل کافی بھی ناکافی ہے۔ ابوجہل نے کبھی وہ باتیں نہیں مانیں جنکو صدیق رضی اللہ عنہ نے فوراً قبول کر لیا تھا اس لیے ہم۔ صدر نہیں کر سکتے کہ منور کے چھوڑینگے۔ حضرت مرزا صاحب کی تحریرات کو ایمان آتا ہے مرزا صاحب منظر کے دعوے کو مضبوط کرتا ہے کیونکہ یہ نہایت مسہاج نبوت کے اعتبار سے دعویٰ کی صداقت کے لیے ہیں۔ اس نکتہ چیں جسے لوگ جناب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ حضرت رسول خدا صلی علیہ وسلم کی وحی قرآن کو بھی اساطیر الاولین اور نوح کا انتخاب کیا کرتے تھے یہ تو کوئی تحقیقات کا طریقہ نہیں ہے اگر مرزا صاحب سلسلہ کی تحریر کسی زبان کو



ایسی معلوم ہوتی ہے تو جہاں سے متاثر ہو کر وہ  
یا خود باب کی نصیحت کا حوالہ دینے کے لئے  
کہتا اور پبلک پر فیصلہ چھوڑتا محض رگل کے  
تیر چلانے اور دل لگی کے لئے چند فقرات چلاتے ہوئے  
کھجنا کیا ہے نصیبی اور بے لاگ ہو چکی  
دلیل ہے کسی مقدمہ کا دوسرے مقدمہ سے ہم  
نوع ہونا تو انتخاب اول کی دلیل نہیں ہے  
تو ریت میں زمانہ کے خلاف تعلیم ہے اور قرآن  
شریف میں اس سے بہت عرصہ کے بعد زمانہ کی امت  
دیکھنے میں آتی تو کیا قرآن شریف نوریت کا ہونا  
ہے ممکن ہے کہ بابوں کی کتب میں کچھ ایسی باتیں  
ہوں جو مرزا صاحب سلمہ رب کی نصیحت میں  
ہوں۔ اکثر اختلافی امور مشترک کتب میں ہوتے  
ہیں مگر وہ کتاب کہاں ہے پیش کی جائے تو بہت  
بازی ہے ورنہ افتراء۔

پھر آگے چل کر ہمارا دوست لکھتا ہے کہ اگر  
خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی حقیقی رسول بھیجے تو  
اپنی پُرانی احادیث اور روایات کو بھول جائے  
آبادہ میں یا علی انت صنی منزلہ ہمارے  
من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی اس مؤثر  
اور صحیح اور متفق علیہ حدیث سے انکار کرنے یا  
اسکی تاویل پر آمادہ ہو جائیگا۔

قابل اہدیر کو جہاں سے تھا کہ اس حدیث کا  
ذکر کرتے ہوئے پوری حدیث لکھ کر اپنی وجہ پیش  
کرتا تاہم پبلک کو اسکی بے نصب تحقیقات سے  
معلوم ہوتا کہ مرزا صاحب سلمہ رب کے مسیح ماننے پر  
یہ حدیث نبوی اطہر جبریل پر روک کے واقع ہوئی  
ہے۔ اگر اس دہشت گرد حدیث خوال کو تاریخ اور  
حدیث پر عبور ہوتا تو اسی حدیث کو اثبات دے  
مرزا صاحب مظلوم کے لئے ایک شاہد صادق سمجھتا  
ہم اسکو اطمینان دلاتے ہیں کہ یہ حدیث نبوی  
ہر چند کہ اصطلاح محدثین میں متفق علیہ حدیث  
نہیں ہے کیونکہ بخاری و مسلم میں اس کا ذکر نہیں  
ہے تاہم یہ عاجز اسے صحیح باور کرتا ہے۔ اسکا  
منشا صرف اسی قدر ہے کہ حضرت علی کرم اللہ  
کوہ علیہ السلام پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام غزوہ  
میں ساتھ لے جانا نہیں چاہتے تھے اسلئے قبل  
موسیٰ نے اپنے بھائی علی بن ابی طالب کو بھیجے ہوئے  
دیا۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے  
کہ سلسلہ عالیہ محمدیہ قائم مقام سلسلہ موسویہ کے  
تھا جیسا قرآن شریف میں بھی فرمایا گیا ہے  
اَنَا رَسُولُ اللَّهِ لِيَكُنَّ رُسُلًا هَدَىٰ  
عَلَيْكُمْ كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰی خُرَاقٍ رُسُلًا  
مُؤَيَّدَةً بِاللَّهِ الَّذِيْنَ اَمْنًا مِنْكُمْ وَ  
عَلَيْكُمْ الصَّلٰوةُ كَيْتَخْلَفْتُمْ

الامر مني كما استخلفت الذين مني  
قبلهم۔ ان آیات مینات اور اس حدیث  
نبوی سے صاف ظاہر ہے کہ سلسلہ محمدیہ قبل  
سلسلہ موسوی ہے اور یہ دونوں پاک بزرگ کی  
ایک دوسرے کے قبل ہیں۔ پس باعتبار ثالث  
خلفائے موسوی کے ہوتے ہوئے خلفائے محمدی  
سے کیوں انکار ہوا پہلے بزرگ و پاک خلیفہ  
صدیق اکبر کے انکار کے بعد ہمارا بزرگ دست ہیر  
آخری خلیفہ کے لئے اظہار فیاضی سے کام لیتا  
ہے واقعی دیرینہ ہمت ہے اگر یہ ہمت فصدور  
کے لئے تو وہ ضرور وعدہ الہی سے مستفید بھی  
ہوئے گا۔ اب یہی بات کہ لا رقی بعدی  
اصول مذکورہ بالا کو ملحوظ رکھ کر اور ممانعت کا  
خیال کر کے حدیث پاک کے یہی معنی ہو سکتے ہیں  
کہ خلفاء کا سلسلہ قائم رہے گا یہاں تک کہ آخر  
موقع پر پیش مسیح خلیفہ آمد ہو کر آئے گا البتہ  
نبی تشریف جو قرآن شریف میں رد و بدل کر  
یا گھٹا یا بڑھائے جیسے ہمارے ایڈیٹر حضرت  
کے گروہ کے علماء نے دس پاروں کا اضافہ کر  
ہے اور پھر ان کا صلح ہونا ثابت کرنے کی  
کمزور کوشش کر کے علو مہمینی اور معرفت الہی کا  
ثبوت دیتے ہیں۔ مان ایسا نبی نہیں آئے گا  
کیونکہ اس سلسلہ موسوی میں کوئی ایسا نہیں آیا  
جس کا ذکر حدیث پاک میں ہے۔ پس بے قائل  
رجح یہ موٹی سی بات جناب کے قانونی دماغ میں  
کس لئے جگہ نہ پاسکی۔ مانی کورٹ کی نظیریں  
تو از بر میاں اور بینان کے ایک قدم چھوٹ  
کے اجلاس میں نہیں اٹھایا جاسکتا پھر نظائر  
قانون الہی سے جناب کو کیوں استغناء حاصل  
ہے۔ افسوس! باوجود بے نصیبی اور بے لاگ  
تحقیقات کے تو جناب کا دماغ اس قدر عالی ظرفی  
دکھا رہا ہے خدا جلنے اس وقت کیا حال ہوگا  
اگر آپ کو تھوڑا سا الاؤنس نصیب کا دیلا جائے۔  
خاتم النبیین کے معنی اگر مرثیہ کے نہیں  
تو اور کیا ہیں سناپ ان معنوں کو بطور فرض  
کیوں قبول فرماتے ہیں اور مرزا صاحب پر احسان  
رکھتے ہیں۔ اس عزت احسان کو اگر آپ مرزا  
صاحب کی بھجوز نغمہ مائیں تو کچھ حرج نہیں ہے  
کیونکہ اس مضمون رسول و خلیفہ محمد علیہ الصلوٰۃ  
والسلام کی عزت تو ان مانتھو نہیں ہے جن  
ماعتوں میں حضرت ابوبکر و عمر علیہما الصلوٰۃ  
والسلام کی عزت تھی وہ نہ آپ کے اگلوں کی جتنی  
اور نہ آپ کے پچھلوں سے چھٹے گی۔ اگر فی نفسہ  
یہ آیت کریمہ کچھ اور معنوم رکھتی ہے تو وہ پیش  
کر کے مرزا صاحب سلمہ رب کے منشا کا بطلان

کیا ہوتا تاہم عصر جدید کے دیکھنے والے فیصلہ کا  
موقع پاتے۔ بہر حال ان کمزوریوں پر بھی اور اس  
منکرانہ متکبرانہ تصدیق پر بھی اگر آپ متلاشی  
حق ہیں بشرطیکہ دین و دنیا کی کوئی ایسی چیز  
آپ کو ملے جس پر آپ اپنا عزیز مگر تقویم یارینہ  
ایمان قربان کر دیں تاہم صلاح عام ہے یہ  
نکتہ دال کے لئے آپ سے عرض کرتے ہیں کہ قرآن  
شریف پر عمل خالص کرو اور اسے نقلے اور اسے  
کے اولیاء کے ساتھ اخلاص و محبت و صدق  
و صدا دکھاؤ دین جیسی با عظمت دولت اور  
دنیا جو مناع قلیل ہے اور جس پر آپ شہد کی  
ملکھی کی طرح مفتون ہیں مل ہی جلے گی  
مرزا صاحب مدظلہ العالی کی یہی تعلیم ہے اور  
بس۔ پھر خانہ بدوشی اور جولا سے کی نئی کی  
طرح مسافرت کی ضرورت نہ رہے گی ورنہ  
اگر اس تخریر لایعنی سے صرف پیسہ اخبار کی تقلید  
منظور ہے تو چندے اور صبر کیجئے۔ میرٹھ سے  
جیسا پیش خیمہ اٹھائے ایسا ہی سبق کوئی اور  
بھی مجھے گا تاہم پیسہ والے کی طرح آپ بھی  
اپنی ہستی عالی سے ایک شہادۃ قانون الہی  
کی جھوٹ چاہیں۔

پس سلسلہ عالیہ احمدیہ  
ہر جگہ سے ہدایت کے حکم سے اسکی عالی شان  
زبردست مرقی سے قائم  
ہوا ہے اور وہی ثبوت ہم پر پتہ چار رہا ہے اگر  
جناب میں شہد بھی جو ہر صداقت ہے تو  
ضرور آپ کے امراض ہمانی اور ضعف جسمانی  
وروحانی کا علاج ہو جائے گا ورنہ طب  
یورپی دیوانہائی۔ یہ پولیٹیکل اکائی اور یہ  
کارلائل کی روح اور میکا کی تقلید کچھ کام  
نہ آئے گی۔ کانگڑا وہیلی کا سبق راہ کھو گیا  
اور اس لئے اگر یہاں ہماری جے نہ ہوتی اور  
مستحقین لعنت پر لعنت نہ کی تو آگے چل کر خدا  
جس کی لعنت صفحہ ہستی سے منکروں کو مٹا  
ہے۔

لعنت آت کہ از سوسے خدای بار د  
لعنت بدگشت کیے ہر زہ نصیر  
جس سنتہ اسد بر چنے والی قوم کو ۱۳۰۰ برس کی  
لعنت نہ مٹا سکی اسے اب کسی فرد واحد  
کی لعنت کیا گزیر پتہ چکے گی۔

اس عنوان کے تحت میں ہمارا ایڈیٹر  
دلائل نبوۃ ایڈیٹر نہایت جرات سے وفات  
مسح اور حضرت اقدس مرزا صاحب  
امکانی مسیح ہونا تسلیم کرتا ہے۔ غریب یکس  
کو معلوم ہے کہ حیات مسیح کا مسئلہ نہایت ہی

ضعیف مسئلہ ہے لہذا سچے چلاتے چھٹ پٹ  
تسلیم کر کے دیر کی کاثوت یہ دین ناضیق نفس  
پیدا نہ ہو۔ اچھا بوس سہی سہی ہم آگے قدم بڑھانے  
والے کو بیدل نہیں کرنا چاہتے آؤ ہمگت  
کے لئے موجود ہیں۔ یہ طبعا نکتہ جس عرصہ  
کا پیر کو کوئی نشان یا خصوصیت دکھانا چاہتا  
ہے تاہم ایسی مرزا صاحب علیہ السلام پر ناگوار  
نہ گذرے اور وہ خوشی سے اسے دیکھ کر ہنسی  
ٹھنڈی کرے۔ قبل اسکے کہ وہ ہے طالب  
خصوصیت ہوئے یہ بتانا چاہیے تھا کہ آیا  
حضرت اقدس مرزا صاحب نے جو برائین و  
دلائل اپنے مسیح موعود ہونیکے پیش کی ہیں  
وہ کبھی اس کی نکتہ چیں نگاہ سے گذری ہیں  
یا نہیں۔ اگر گذری ہیں تو یہ حق سے شرم پوشی  
اور تجاہل عارفیہ کیوں؟ کیا وہ کہ باوجود جو  
بے نصیبی ان دلائل پر جرح نہیں کی اور اپنے  
استدلال سے ان مینات کو نہیں توڑا کیا  
انصاف اس کا مقتضی نہ تھا کہ پہلے اپنا  
مفروضہ معیار شناخت مسیح موعود کے لئے پیش  
کرنا اور پھر مدعی کو اس پر آزمادہ دیکھ لیتا۔ آخر  
اسے بھی تو مسیح موعود کی آمد کا انتظار ہے کہ  
سچے آئے والے کی پہچان جو اسکے (ایڈیٹر)  
پاس ہو وہ پیش کرے اور پھر مرزا صاحب سلمہ رب  
کے دعویٰ کی تصدیق و تکذیب کی اصلیت معلوم  
جلے گی۔

اس صاف طریقہ امتحان سے پہلو ہتی کرنا  
یا خدا ہے جو ذیل نصیب اور غنا ہے اور یا  
نا قابلیت دماغ ہے جی کی کسی پر پتہ کر کسی  
تحقیقات کے لئے ایک دو تفریح بھی قائم نہ  
کر سکتا شامت اعمال نہیں تو اور کیا ہے ہر  
کارلائل و میکا کی پتہ کرنا یا وہ گونی کرنا عجیب تر  
ہے۔ یا تو ہمارا جدید میر و اپنا معیار شناخت  
پیش کرے یا لاعلمی ظاہر کرے یا پھر صاف  
صاف کہے کہ کسی مسیح کی آمد اور  
کسی مدعی خونی یا سفور و روپوش کی آمد کا  
انتظار ہی نہیں ہے تو پھر معاملہ ہم سلجھا دیں گے  
راق شاد اللہ نقلے۔

ناچیز ایڈیٹر عصر جدید (مخول خود  
معجزات ہمتو اسے کوئی چیز سمجھتے ہیں)  
دکھائے کہ کہاں حضرت مرزا صاحب  
مدظلہ نے تحریر فرمایا ہے کہ ہر معجزہ یا عتیق عاودہ  
محال ہوتا ہے۔ سید صاحب اگر معجزات کی تاویل  
کرتے تھے اسلئے قابل تسلیم نہ تھے اور مرزا صاحب  
سلمہ رب بقول اسکے شعبہ بتاتے ہیں تو کیا یہاں  
اس قدر گنجائش نہ تھی کہ یہ طبعا نکتہ چیں اپنی را



انہی مضامین کے بارے میں کچھ موقع جانچ کر دیتا ہے۔ بعض کی تحقیقات قوم و ملک کو شکرت کرتی انصافاً تحقیقات تو یہ ہونی چاہیے تھی کہ حضرت مرزا صاحب کے معتقدہ احیاء موتی مسیح علیہ السلام کے پیش کرتے وقت آپ اپنا عقیدہ بھی پیش کرتے اور اپنی تاویل بھی کھول کر سامنے لاتے۔ خیر اگر ہم چٹکیاں نہ لیتے تو ذرا کھینچ کر گدگد کر دیکھ لیتے کہ کہاں پلوج ہے اور کہاں نہیں کہاں نشیب ہے اور کہاں فراز۔ حضرت مرزا صاحب تو اپنے معجزات کے ساتھ ہی معجزات انبیاء سابقین کی تصدیق فرماتے ہیں جیسا کہ ان کے اشعار آج سے واضح ہے۔

معجزات انبیاء سابقین  
آپ ورفران بیان فیاض  
برہم از جان و دل ایمان مات  
ہر کسکے کند ادا شہیناست

ماں آدمی کو بندہ مٹی کی مورتوں کا تو اکوٹھ ہے گوشت کا پھر پرندہ بنکر اڑنا سڑی ہوئی اڑنا صبح کے نہ بیچ سے زندہ ہونا آسمان پر انسان کا اڑ جانا اور پھر وہاں سے دمشق کے منار پر فرشتوں کے کندھے پر ماتھے رکھے ہوئے اترنا اور سیڑھی مانگنا گویا اندر بھاگی پر پو کے برابر بھی وقت و قوت نہیں ہے کہ وہ تو گھٹ سے ایک تار پر اتر آتی ہیں۔ اور غریب باوجود حمایت فرشتگان کے ادم میں لنگ رہتا ہے۔ انسانوں کا دو ہزار سال تک بغیر تغیر و تبدل آسمان پر رہے اب وہ ان رہنا اور پھر زمین پر آنا ایک چھ برس کے معصوم بچہ کو فرشتوں کا بھگلا لے جانا اور سرداب سرین مادی میں رکھنا صدیوں بعد اس بھنورے کے پے ہوئے کا کھانا اور ہدایت کرنا زائرین کا سرداب سرین مادی میں جانا اور معصوم ہمدی سے ملاقات کرنا خطوط لانا قوم کی قوم کا گمراہ ہونا اور اس مادی کا جویرہ میں تہ خانہ کے اندر چھپے ہوئے ملک ملک و بیع دم نہ کشیدم کا مصداق بننا ایک قوی اہل کائنات کے برقی دم گدھے پر سوار ہو کر مسیح و ہمدی کے مقابلہ پر آنا۔ پھر گدھا بھی مایک کو ملے گا سانس نہیں بلکہ ایسا تیز دم کہ وڑے میں بھی جواب نہ لکھے دن بھر میں بعد المشرقین سے کہے اور اس کائنات کی حکومت کا مشرق سے مغرب تک پھیلنا اور پہلی آگ پانی جنگل پہاڑ سب پر حکومت کرنا دو ہزار سالہ مصلوب اچھوس اور صدیوں کے رویوں کا ہلکا کھٹے پر غلبہ پانا اور پھر اس کے بعد کا وہ منظر جس کی نظیر کھٹو کے چانڈو خاتون کی

گپ بازاروں میں بھی نہ ملتی ہوگی۔ یعنی دونوں کا سناڑ کے وقت قبل آپ پڑھائے پھر قبلہ آپ پڑھائے کتنا پھر آسمان کے اتریکا مردود ہونا اور بھونرے کے پے ہو کر اندر پھر کے فرزند کا مقبول ہو کر امام بننا اس نرہ دار چٹ پٹی داستان کو البتہ مرزا صاحب نے طلبہ اور ان کے صداقت پسند گروہ کا قبول نہ کرنا تو ایک بات ہے۔ اسلام پاک کے ذکر کے ساتھ سن بھی نہیں سکتے یہ مذہب تو انکا ہو سکتا ہے جو ہندو مان کی دم کو ہزاروں گز کی مشین بنا کر لکھامیں آگ لگاتے ہیں۔ مصری۔ ہنگس۔ یونانی۔ دیوتاؤں اور دیویوں کی لڑائی۔ حد سکندری۔ سوہوار قبچقہ۔ امیر حمزہ کے کارنامے طلسم ہوش ربا میر تقی خیال کی بڑان سب کے ساتھ ساتھ یہ مذہب غریب کی زمین میں رہ سکتا ہے۔ ہمارے دلوں میں جنگو خداوند کے لئے اپنی پاک وحی محمدی کے ذریعے تم اہل کس کے لئے کشت زار بنایا ہے ایسے جہاز جہاز کی جگہ نہیں ہے۔ اب ہمارا ہر وقتاے اگر ہم نے پروا افسانے نہیں قبول کیے تو کیا جرم کیا مرزا صاحب کے اخبار اور مردہ بیٹے کے زندہ کرنے کی پوری حقیقت یا اس کی نقل ہی کیوں نہیں کی تاکہ بعضی اور بے لاگ تحقیقات کا نقشہ کھینچ جانا اور واقعات حق کے چھپا سکی عادت موروثی اس جبرأت جدید کے ساتھ عجبات بھلا آسمیں تقیہ کی ضرورت ہی کیا تھی۔ مرزا صاحب کا ایک لڑکا شدید علیل ہو گیا تھا متواتر صرع کے دوروں سے ضعف و نفاذ۔ یہوشی تک پہنچ گئی تھی بظاہر اسباب طیب زندگی سے مایوس تھے۔ حضرت مرزا صاحب کی دعاؤں سے اس نعلے نے باوجود ناامیدی کے اس معصوم بچہ کو صحت عطا فرمائی۔ ایک احمدی اخبار نے تو مردہ زندہ ہو گیا کے عنوان سے یہ لکھا تھا کہ اسی طرح اگلے نبیوں کی دعاؤں سے بھی اسد نقالی صحت بخشا رہا ہے اسی کو بظاہر مردہ کا زندہ ہونا بنایا گیا تھا سلسلہ ظاہری کی ناامیدی اور پھر حیات کا گڑ کر آنا پھر زندگی ہے جو معجزہ ہے ورنہ حقیقی موتی جن کا سانس بند ہو چکا اور روح جسم سے پرواز کر چکی ہو نہ زندہ ہوئے ہیں نہ جبر حشر اجساد کے موقع کے کبھی زندہ ہوں گے۔ یہ واقعہ اس مردہ قوم کے لیے مثل نصیب کے تھا جو آج تک مردوں کے زندہ ہوجانے کا قائل ہے اور باوجود بروز کاروائی ہونیکے ایسے افسانہ پرستی کے خلل سے محفوظ نہیں۔

پیشین گوئیاں اس سے بڑھ کر اس عجائبات کیس کی بے نقاب تحقیقات کا ثبوت اور کیا ہوگا کہ بغیر کھے ہوئے کسی ایک پیشین گوئی کے کھتا ہے کہ سب سوا ایک مشتبہ کے صریح غلط لکھیں بے نقاب تحقیقات تو ایسی ہوتی ہے کہ سب نہیں دھی نہیں وہی دوچار بڑی بڑی سختی والی پیشین گوئیاں لکھ کر ان کے متعلق واقعاتی شہادت پیش کرتا اور دکھاتا کہ اس طرح غلط لکھیں اپنے واقعات مرزا صاحب کے واقعات تحریر کردہ دونوں پہلیک کے سامنے پیش کر کے پھر ثابت ہو جائے یہ حق رکھتا تھا جو چاہتا لکھتا۔ دعویٰ ہے دلیل سے بغیر نفس مقدمہ دینا اور پھر داد کی اُمید لکھنا۔ بھلا مرزا صاحب کو تو تاویل کا جامہ پہنائے پھرتے شرم کی ضرورت کبھی نہ پڑی۔ مگر اُن حیرت دار بیج کے لیے ضرورت کبھی جاسے کی بات کہ کونج سے اور بغیر مقدمہ پیش کیے بغیر شہادت فریقین سے فیصلہ لکھتے اور پھر شہادہ لکھتا داد چاہتے مرزا صاحب مذہب کو تو اپنی پیشین گوئیوں کے لیے تاویل بجا کی ضرورت کبھی نہیں پڑی۔ مگر غریب ہیر کو مصیبت کا سامنا ہوگا اور ساری سنگر مشین گپنی کو مرعہ کرنا پڑے گا نا جامہ سے تاویل لیا کر کے جامیں اور اس وقت دشواری و برہنگی نہ رہے ڈالے جبکہ صدیوں سے بعدور سے میں پلنے والا تاریکی کا فرزند (چھبریں کی جان) کائنات برقی دم گدھے سوار کے مقابلہ میں میدان میں لایا جائے گا۔ دشمن لو کا ناہی ہوگا۔ مگر اس بچہ کی تاریکی پسند تھا اس آفتاب عالیا تب سے کیسے ہوگی وہ کیونکر آفتاب صداقت کی روشنی میں ٹھہر سکے گا بھلا جس یکس کے پاس اس قدر قوت نہ ہو کہ باہر لکھے اور بگڑی قوم کو بنا سے نہ خانوں میں ہی بیٹھ کر رقتہ بازیاں کرے وہ ایسے دیو کے مقابلہ میں کیا کرے گا جس کے تاج بجلی ہوا۔ جنگل۔ پہاڑ۔ پانی۔ آگ۔ دنیا کی سلطنت مشرق سے مغرب تک مردے بھلائے کی قوت ہو۔ خدائی اور نبوت کے دعوے کرتا ہو اور لوگ اس سے خوش ہوں۔ ماں یہ نازک وقت معرکہ کربلا سے زیادہ سخت ہوگا اس وقت ضرورت ہوگی کہ تاویل سے پھنسے اور جھوٹے سچے ہوں۔ ہم کو بھی کیا ضرورت ہے اور کیوں شرم آئے۔ کسی پیشین گوئی کو لیجئے اور دیکھ لیجئے۔ اعتراض کے لیے تو کلام

آئی میں بھی تراش تراش کے بغیر آپ کے اہلے جنس نہیں رہے یہ تو صرف امام وقت کی پیشین گوئیوں کا ہی ذکر ہے ہمدی تو اہل لڑائیڈیو کو محض ذاکر کے ساتھ ہے جس کی بددلی اور فحش بیانی تو اسے نہ ڈاسکی۔ ماں اسکا دندان شکن چہرہ اب جب نظر تو دل پر بھلیاں گر رہیں اور فضول رسالہ کا کاغذ سیاہ کر کے نامہ اعمال کے لیے سیاہی تیار کر لی مرزا صاحب کے یہاں تنخواہ یا بگروہ سے کیوں اس قدر عناد ہے جبکہ خود ہمہ داں لکھتے ہیں حق تک ہی کی وجہ سے اس قدر جارے باہر نکلیا ہے اجرت پر روئے والوئی فہرست کیا لکھا ہے نہیں لکھی ہے۔

اس عنوان کے تحت میں ہن لکھتا ہوں  
منہلج نبوہ عفتناک جو شہ آدیا ہوا  
انے دانت دکھانا پڑے وہ لکھتا ہے۔ مرزا صاحب کے جب دیکھا کہ وہ اپنی صداقت اور معجزات اور پیشین گوئیوں کی صحت کی وجہ سے نبوہ کے معارج تک نہیں پہنچ سکتے تو انھوں نے انبیاء علیہم السلام کو اپنے درجہ پر نیچے کیسے میں کوئی دلیل باقی چھوڑا۔۔۔ وغیرہ وغیرہ غرض کہ اس پر یہ الزامات ملے کہ انھیں ایک نہ پھٹ حواری ہے۔

ابو طالب اور حسین ابن علی اور سردار انبیاء محمد مصطفیٰ اور حضرت عیسیٰ اور قرآن شریف کی ہجو کی ہے۔ وغیرہ یہ نہایت دلچسپ بیان ہے اور ہمیں ہمہ داں لکھتے ہیں مجیب نقش باطل کھینچا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہی معصوم بچوں لکھتا راست بازی کا ثبوت تھا کہ چونکہ مرزا صاحب سلمہ رب کے صادق اور صحیح مدلل دعووں پر قوم کے نادان دلوں کو اعتراض ہوئے وہ اعتراض اگر تسلیم کیے جائیں اور وہ عیوب جنگو عناد و بغض کی گت سے جو ہو کر بداندیش مرزا صاحب پر تھوتے ہیں صحیح تصور کیے جائیں تو جھوٹا انکو ان سب پیشوایان ملت اور قرآن شریف پر بھی اپنے مفروضہ عقائد باطل کی وجہ سے وہ اعتراض تسلیم کرنے پڑیں گے۔ مرزا صاحب نے ان کے اعتراضات کی بنا پر الزامی جوابات بھی دیے ہیں غریب ناچار جب اعتراض دیکھ سکے تو قوم کو بھڑکا شروع کیا۔ پہلے بھی ابو جہل اور ابولہب کا گروہ شیوخ عرب کو یہ کہہ رہا تھا کہ اور مشعل کیا کرتا تھا کہ لات و منات اور خند و گد ابو طالب و عبدالمطلب کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)



برائے کتا ہے اور جنبی بتاتا ہے۔ وہ گروہ بھی  
جہا کی ایک فوج جمع کرنے پر کامیاب ہوا  
اور یہ گروہ بھی کامیاب ہو رہا ہے لیکن اب  
ابو جہل اور فوج میں کفارہ انکوں کے  
ساتھ نہیں ہے ورنہ یہ عبرتناک حالت نہ  
بنائی گئی ہوتی۔ بے نصیب تحقیقات تو یہ  
تھی کہ کتابوں سے حوالے لکھ کر پیش کرتے یا  
حوالے ہی کتابوں کے دیہتے اور قوم سے  
داد چاہتے جس شان کے معنی اور جس شان  
کے علی حسین اور جس طرح کا پیغمبر اور جس قدر  
کا قرآن ہمارا بیرونی بیٹھتا ہے ہم اس کے  
نہ پابند نہ وہ گروہ ہمارا مقتدا نہ ہم اس کی  
ناکام موتوں پر رونے والے۔ ہم اپنے معنی  
اپنے علی اپنے حسین اپنے محمد صلوات اللہ  
علیہم اجمعین اور اپنے قرآن پاک کی جس قدر  
عزت کرتے ہیں وہ ہمارے رب پر روشن ہے  
جس کے ہاتھ میں فتح میں ہے اور وہ دکھا  
رہا ہے۔ منہاج نبوت نے تو حقیقتاً اس گروہ  
کو بے بس کر دیا ہے۔ جن واقعات کا اشارہ  
کر کے فقرے کہے ہیں وہ واقعات صریح  
مردھوکا دیتے والے ہیں ورنہ کیا وجہ ہے کہ  
معاظلات کو صاف صاف نہیں کہنا میاں  
ان کتابوں اور صفحات کا حوالہ دیا ہوتا۔ یہ  
ایڈیٹر نکتہ چیں کی قابلیت اور بے نقیبی  
کھلتی +

جس ملحد گروہ کی مرزا  
ایک بڑا مذہبی خطرہ  
صاحب نے بڑا اسلامی  
جن اجزاء عالم آرا میں

بیچکنی کی ہے اگر وہ لاکھوں لعنتیں بھی مرزا  
صاحب پر بھیجے تو کیا عجب ہے۔ مرزا صاحب  
سردار کا کوئی حق خلاف عدل خلاف انعام  
قومی خلاف کفایت شعاری خلاف سعی و  
محنت نہیں ہے۔ البتہ جس ملحد ناپاک گروہ  
کو انبیاء سابقین کی عزت و حرمت حقیقی طور پر  
نہیں ہے صرف اس کی آڑ میں نہ اگر نہ کرنا  
توڑنا آتا ہے وہ مرزا صاحب کے عروج کو اپنا  
دشمن رزق جانکر دل کے پھپھوہے توڑتا ہے  
اُسے بھلا مرزا صاحب کی سعی جمیلہ اور تعلیم  
پاک کی کیا قدر ہوگی۔ ہماری رائے میں تو یہ  
نکتہ چیں عشرہ محرم میں برابر پانی پی پی کر  
صاحب کو کوسا کرے اور سینہ زنی کر کے دیکھی  
جلن مٹا لیا کرے تو اچھا ہے تصبیح اوقات  
پبلک سے کیا حاصل۔ مرزا صاحب کے اقوال  
و اعمال سے دیکھ کر تو انسان صفات عالیہ کھینچتا  
ہے بزرگان دین پر بدظنی کیا۔ ناں کر ایسے

حدیث خواتین اور روٹیوں پر نوحہ گری کر کے  
واپس اور مال منہ پر رکھ کر کھانا کھا کر  
آنکھوں کو آنسوؤں سے نہ آٹا کر کے واپس  
اور مٹھائی بوندی کے ٹھیکروں پر سیدھ کوئی  
کر کے والوں کی مثالیں ضرور ایک معنی گروہ  
اعلیٰ درجہ کا بدظن کہہ چیں گروہ بنا رہی ہیں۔  
سناہ رہی ہیں۔ ہم ان دونوں مکتوبوں کو قوم کے  
آگے پیش کر رہے ہیں اور فیصلہ خدا کے سپرد  
جو شخص بچے مرسلوں کا معیار ہی نہیں جانتا وہ  
اپنے اپنے جنس کی مصنوعی عبادات دیکھ کر  
دوسرے راستہ زوں پر منہ آئے اور جھوٹا  
جائے تو کچھ شکوہ نہیں ہے۔

گر نہ بینہ بروز شب پر چشم  
چشمہ آفتاب را چہ گناہ

اصل یہ ہے کہ ان اگلوں میں جنہوں نے معصوم  
نبی کو سولی پر چڑھایا اور ان پچھلوں میں جو  
ایک معصوم کی ترقی حیاہ اور نورانیت کو  
دیکھ نہیں سکتے اور مشاہدہ فیہ بہت ہیں  
فرق یہ ہے کہ وہ سولی پر چڑھائے پر کاہیا  
ہوے اور یہ عدالتوں سے ناکام نامراد  
پھرتے ہیں وہ خدا کی لعنت کے فرے کچھ چکے  
اور کچھ رہے ہیں۔ یہ امیدوار استہائے  
سبتوں سے عبرت پذیر نہیں ہوئے بڑے  
سبق کے موقع ہیں مگر اللہ مومنین کو دیکھو  
کو کبریا اللہ عزوجل +

اس ظاہری اصلاح  
صیغہ اصلاح کی نظر  
باطنی فساد کی نظر بھی  
عجیب چیز ہے۔ عجیب

اس لیے کہ ہنہ چشم عداوت بزرگ عزت  
ہر عمرہ خلق ہر سنت نبوی اسکے لیے عجیب اور  
اور عدل سے خلاف ہے۔ ابوبکر و عثمان  
جو عمر کی خلافت غضب و ظلم۔ مرزا صاحب کا  
کسی سے کفار کرنا مستحکم سے بدتر۔ یہ قلیل  
ایڈیٹر کیا ان بیج والوں میں شامل تھا جو کفار  
کا پیام سلام لیجا یا کرتے تھے اگر وہ اس سلامی  
میں نہ تھا تو اسے کیا علم ہے کہ کفار کے لیے  
بغیر مرضی کچھ ہو رہا ہے بے نقیبی کی تحقیقات  
تو یہ تھی کہ واقعات اور پیشگوئی کفار کی  
پیش گوئی کے واقعاتی مشاہدات سے اپنے دھوکے  
کو ثابت کیا جاتا تھا بغیر ایجاب و قبول  
ہوتا ہی نہیں پھر اسے کیوں اس قدر گھبراہٹ مٹی  
غالباً اس نے کفار ہوتے نہیں دیکھے کچھ کچھ  
کے واقعات اسکے سر میں اس قدر جاگزین ہیں  
کہ کفار کی فلاسفی بھی عنایت روبرو ہو گئی۔ ہوسا  
کفار میں ناکامیابی تو جب کتنا روا ہے۔

جب فریقین میں سے کوئی نہ رہا ہو ابھی تو  
بفضلہ نقلے دونوں موجود ہیں خدا کی دہی  
پہنچانے میں مامور کبھی ڈر نہیں کرتے چاہے  
کوئی دھمکی دے۔ حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی  
کفار میں کوئی مقررہ میعاد نہیں تھی اسکو ایڈیٹر  
محقق نے بے مقصد بے لاگ (بیباک)  
ثابت کر کے ورنہ اس دھوکے دہی سے کیا حال  
جن واقعات کو بیٹے اور بیٹے کی بی بی اور  
مرزا صاحب کے متعلق کہتا ہے انکو ثابت کرنا  
چاہیے تھا بغیر ثبوت ہم کیونکر کہیں کہ یہ جم  
کی بے مقصد تحقیقات ہے۔ اگر شاعر اللہ  
چھاپ چکا ہے تو اسکو بلا تزدکیوں کہا جاتا کہ  
ہزاروں بار تردید ہو چکی ہے وہ خدا کے عین  
کی ایک وحی تھی جس کے بظان کی کوشش  
بیٹا بیٹے کی زوجہ اور خود بیٹے کی ماں محض کج  
کی وجہ سے کرتے تھے اللہ تعالیٰ کی وحی کی  
تکذیب و تخریب کرنے والے ہمیشہ جھوٹ دیکھ  
جاتے ہیں۔ یہی سنت انبیاء ہے حضرت  
نوح کا بیٹا۔ حضرت لوط کی بی بی اسی قسم کے  
نظار میں ہیں۔ اسکو خلاف عدل کتنا کہیے  
نا دان کا کام ہے اور پھر وہ بھی بغیر کسی شہادت  
کے بغیر انکشاف صلیت کے اور چلے اور  
کو شہادۃ خلافت عدل آپ کے انبار بے تیری  
میں ہے اسے بھی پیش کیجیے +

مرزا صاحب سے قوم کی بدظنی  
قومی اتفاق  
میں کوئی کمی نہیں کی۔ اول تو  
انکوں نے خود حیات تنہ سے

انکار کیا۔ یہ رنجش فقرہ کسی ملکی ملک حرام  
کے قلم سے نکلتا تو اچھا تھا۔ یا کسی اسلام کے  
مرد کی تحریر میں ہوتا تو مجھے صدمہ نہ ہوتا۔ فسور  
ایسے تعلیم یافتہ کی حالت اس قدر بریک اور  
رومی ہو گئی ہے کہ اسے عناد ذاتی کی وجہ سے  
کچھ متیار حق و باطل نہیں رہا۔ جہاں کا دوست  
سبقت کا شیدائی ہو تو اس غلامی پر اس زمانہ  
جرات پر جہاد کا خواہشمند ہے۔ بغرض حال  
اگر آپ کے دوست حنائی میں سیف پیر جہاں  
تو آپ کی کار کھانی کے کتے پانچ توڑیں گے  
کوئی جرات کی مثال پیش کیجیے ہم کوشش کریں گے  
کہ گوشت میں آپ کی جرات کے متعلق میسر مل  
اور آپ کسی جھڑوں کے فوج کے سپہ سالار بنائے  
جائیں یہ مسلمانوں کے لیڈر اور مددگار ہیں ایسے  
کی شان مسلمانوں میں سے جہاد کے بیہودہ  
خلافت شرع محوری خیال کو مٹا دیکھ کر مٹانے  
والے کو قومی بدخواہ فرماتے ہیں کیا بڑا کیا  
کہ اسلام کا دین تمہارے خود آلود پنجوں سے

چھڑا کر ان کروڑوں کے لیے سایہ اس بنا دیا جو  
ایسی خونریزی کو غلات قانون الہی سمجھتے ہیں  
اگر اسلام پر خاک ڈالنے والے مولوی بنا ہو چکے  
اور وہ قوم سبکی سبخری ہو جائے جو تعلیم  
ومعارف قرآنی کی منکر ہے باوجود دعویٰ اتباع  
کے اور کیا چاہیے چشم روشن دل ماشاء  
ہم کو اللہ تعالیٰ کے دین کے مقابلہ میں وہ قوم  
کب عزیز ہے جو اسد جو بے تیر ہے۔ اس سے  
زیادہ نیک نیتی کیا ہوگی کہ مرزا صاحب سلاطین  
نے ساری قوم کی پروا دین اس کے مقابلہ میں  
نہیں کی۔ ذاتی غرض مالی منفعت کا خیال ہوتا  
تو وہ بھی تمہاری طرح پیسہ کا اصول پیش نظر  
رکھتے قوم سے ڈبکاڑے اور تمہاری طرح قوم  
کا خون چوسنے امام مہدی کو خونی وہ قرار دیتے  
ہیں جو جہاد کے پر خدا عقیدہ کو دل میں لیے  
ہوئے نکبت و فطانت قومی ہیں دلوں کی  
آہ کے سارے لشکریں دے لیتے ہیں کہ وہ کی  
ہوئی سلطنت کھٹے گا۔ جہاد نبوی کی تزلزل  
کسی طرح نہیں ہو سکتی ہے ۲۰ مینہ ہمارا ہوا  
نہ ہو۔ جہاد نبوی حفاظت خود اختیاری کے لیے  
تھا نہ طبع سلطنت کے لیے جس کی ہم اس نگاہ سے  
بیٹھے ہو۔ یہودی بھی اصل مسیح سے سلطنت کے  
متمنی تھے مگر آسمانی بادشاہت کا نام سننے ہی  
آگ بگولہ ہو گئے۔ سلطنت جمہانی اصولوں  
کی پیروی سے ملتی ہے۔ سعی و محنت سے ملتی ہے  
یا کسی تاریکی کے فرزند کی بدولت ملے گی۔ تمہے  
اپنے بس جب کچھ نہیں ہو سکتا تو پھر دوسرے کے  
سہارے عورتوں کی طرح اس لگائے بیٹھنے سے  
کیا ملیگا۔ اگر بڑوں۔ جرمن۔ روسیوں جاپانیوں  
کی طرح اخلاق سلطنت پیدا کرو۔ محنت و سعی  
کرو۔ عدل و انصاف کو روزانہ زندگی میں برتو  
سلطنت بھی مل جائے گی۔ کیا محض مہدی روپوش  
سردار سے لکھ کر ملک اس روشن غلامی سے جفا  
سکتا ہے ہرگز نہیں۔ آؤ اگر نہیں مانتے  
چار جوان کس پلیٹ کے قلعی کو لہینگے۔ وہ

مہدی امام ہمام علیہ السلام میرا وعدہ طر  
ایسا ہے فرمایا تھا آگیا اور آسمانی بادشاہت کا  
وارث ہے۔ وہ اسلام کے چہرہ کو زمانہ کے سامنے  
لا رہا ہے اور ہر کہ وہ فیضیاب ہوتا ہے چاہو  
تم مانو چاہو نہ مانو۔ چور بیکر جو کو جہاد سے  
چھڑا لینا عدل ہے۔ ماشاء اللہ۔ سیر اگر وہانی  
نہ تھے اور وہانی دھوکا دینے کے لیے بن گئے اور  
نقیبہ آپ کی طرح گوارا کیا تو نہایت برا نمونہ اخلاق  
کا دکھایا۔ سرسید نہ وہابی تھے اور نہ انھوں نے



کبھی دبو کر دیا۔ عیب ہر جگہ اور ہر وقت عیب ہے، مرے ہوئے سید کو کیوں اپنے ساتھ ذلیل کرتے ہو خدا سے ڈرو سچ کہا ہے۔ نادان دوست سے دانا دشمن بہلا۔ دوسرا امر مرزا صاحب کے خلاف یہ ہے۔ کہ ایڈیٹر معاقت انڈیش کے نزدیک مرزا صاحب کا مسلمانوں کی موت کی پیشگوئی کرنا اور کسی کی قلمی تکلیف کی پروا نہ کرنا سخت اخلاقی جرم اور قومی اتفاق کے خلاف ہے یہ وہی بات ہے کہ جس کا جواب الزامی دیا جائیگا۔ تو ایڈیٹر کو مایوس کیا اندیشہ ہے۔ کیا انحضرتؐ کا اپنی قوم کے لوگوں کو قتل کرنا اور بیدریغ عزیزوں سے عزیزوں کو کٹوانا تو روا تھا یہ ناروا ہے۔ کیا حرب حمل اور حضرت علیؑ کے وقت کی لڑائیاں اور حضرت امام حسینؑ کا گودھا کر بیعت کر لینا اجماع قومی کے اصول سے قابل نکتہ جینی نہیں ہے۔ علیگڑھ کالج کی جدید تحریکات مذہبی کی بابت افسوس اجماعی اصول پر کوئی نکتہ جینی نہیں ہوئی اسے نادان نامسمجہ مامور من اللہ اور مرسل حق کہی ساجد نہیں کرتے وہ اظہار حق میں کسی سے نہیں ڈرتے جناب سید انبیا رسول اللہ علیہ السلام کا فعل عین صواب اور ٹھیک مرضی الہی کے ماتحت نہا اور عدل وہی تھا۔ کیونکہ حفاظت خود اختیاری ہی میں تھی۔ اسی طرح سچ موعود علیہ السلام امر الہی میں کسی سے نہیں ڈر سکتا۔ مجسٹریٹ کے سامنے جس امر کا اقرار کیا تھا وہ ایک خاص شخص کے ساتھ معاہدہ نہا جیسا معاہدہ حضرت سرور عالمؐ ہی صلح حدیبیہ کیا تھا۔ یہاں تک کہ لفظ رسول اللہ اپنے نام کے آگے سے کاٹ دیا تھا اور مکہ سے بے حج مراجعت کی تھی کیونکہ الہی مصالحت الہی میں تھی جس معاہدہ کا یہ ذکر ہے یعنی یہ کسی کی موت کی پیشگوئی کرنا اور اس کا اعلان کرنا مجسٹریٹ کے ڈر سے قبول کر لیا اس کی صلیبت صرف اس قدر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ حجت ختم کرنا چاہتی تھی چنانچہ اس واقعہ سے قبل ہی ایک عیسائی ایک آریہ ہندو ایک مسلمان کی موت یہ تین موتیں بطور حجت کے ہو چکی تھیں آئندہ نہ اس کی ضرورت تھی اور نہ کوئی پیشگوئی کرنی تھی پھر معاہدہ سے کیا حرج ہوا۔ اور اگر یہ خیال ہو کہ کوئی پیشگوئی ہی شائع نہ ہوگی تو یہ یہودہ خیال ہو گا کیونکہ سیکڑوں پیش گوئیوں میں جب سے آج تک شائع ہو چکی ہیں ایک قسم خاص کی پیشگوئی کے شائع نہ کرنے کا

معاہدہ تھا نفی خاص سے عدم عام لازم نہیں آتا ادنیٰ طالب علم ہی اس امر کو جانتا ہے کہ اس قسم کا اعتراض ظاہر کرتا ہے کہ معترض کو منطق سے مسنگ نہیں پھر یہ معاہدہ کسی طرح اخلاق کا ضعف نہیں ظاہر کر سکتا۔ ہر وہ شخص جو تمہارے چہرے سے دماغ میں نہ آسکے تو وہ کیوں لغو خلاف اصلیت ہے؟ تم کو یہ عقیدہ آج تک نہیں کہلا۔ کہ کس طرح تم خلاف والدین سے اس عالم میں تشریف لائے۔ تو پھر نہ سمجھتے ہو کہ کوئی اپنی پیدائش پر نفوت اور خلاف اصل ہونے کا شائبہ ہوا؟ کبھی نہیں اسی طرح ہر معاملہ کو غور سے سمجھو۔ سمجھنے پر جو لغو معلوم ہو۔ اسے لغو سمجھو۔ مسیح نے تنہا مصلوب ہونا۔ حسیں نے تین دن کی ہوک پیاس میں ہزاروں زخموں سے شہید ہونا قبول کیا۔ اور کلمہ حق کو نہ چھوڑا۔ بے شک کوئی دوسرا امام دینی بھی ایسا نہیں کرے گا کلمہ حق کو چھوڑنا اور بات ہے۔ اس کی بھی مثالیں درست ہیں۔ مگر معاہدہ شخصی کسی مدت تک کسی تحریک کی روش کے متعلق وہ امر ہے جس کی مثال ہمیں بتائی مگر اسے خوش دماغ مسئلہ تقیہ کی بات جناب کا شاہ ولایت علی ابن ابی طالب اور امام حسینؑ شہید کی بابت کیا خیال ہے وہ کلمہ حق کا چھپانا ادنیٰ ادنیٰ انسان کے مقابلہ پر کس طرح آپ کی طبع آزمائی پسند حق جو گذار کرتی ہے؟ سچ ہے اگر آپ جیسے خوش دماغ حج ہوں۔ اور قوم کے مصلح ہوں تو ہدایت گوئی اور اندھی ہی ہو مگر تو کارزمین رانکو ساختی۔ کہ با آسمان نیز برداختی نبی کی بھی لئے ضرورت ہے۔ کہ اگر لوگ کم عقل مکاروں اور جالوں کے قنون میں پھنسے ہوئے ہیں۔ مرزا صاحب عدم اسراف کی حقیقت تو جب کھلتی جب تک واقعات کو ایمان داری ہی کہتے۔ اور اس مرضی کو تحقیقات کی حد تک لجا کر صحیح ثابت کر دیتے چلتے ہوئے فقرے ہر شخص جانتا ہے۔

لنگر کا چندہ محض نذرانہ حضرت مرزا صاحب کا ہے اور خیر اختیار ہے جس میں چاہیں صرف کریں تم کو کیا حق حاصل ہے۔ کہ تم خوردہ گیری کرو تم کو ثابت کرنا چاہئے کہ یہ رقم ہمدانیت مرزا صاحب کے پاس بھی جاتی ہیں اور ان میں خیانت ہوتی ہے۔ ورنہ منجملہ اور خرافات کے ایک یہ بھی ہے۔ اپنے اوقات اور مصارف امام باڑہ جات پر نظر ڈالو اور مجتہد کی پاک کمائیوں اور پاک مصارف پر نگاہ کر کے کچھ کہا جائے تو خیر صبر ہو گا

طعن بر خوبان بدین روئے سیاہ مرزا صاحب کے متعلق یہ کہنا کہ بڑی جاہل اور خبیث

کی ہوا رچی حالت درست کرنی کو شش سب ہیوں نفی مولویوں اور امام باڑوں اور قزویوں کی چرائی پر خوش ہوتی کرنے والوں کی زیادہ کی ہو محض فخر پر فخر ہے۔ ہم کیا کہیں بجز اس کے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین مرزا صاحب رحمہ رب کی جائداد اللہ تعالیٰ خود بڑا رہا ہے قادیان کا مالک مرزا صاحب کا خاندان ہے شرط واجب العرض یہی ہے کہ جو شخص قصہ میں لاوارث فوت ہو جائے تو اس کی آراضی کے مالک مرزا صاحب ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ روز بروز توسیع ملکیت کرتا ہے۔ اس بارہ میں انسان کی امداد کی حاجت ہی نہیں ہے۔ رہی مکانات کی توسیع جس پر عصر جدید نے اپنی بوسیدہ منطق ختم کر کے بہت فخر کیا ہے۔ اسکی حالت یہ ہے کہ جس کے گھر پر بہت سی مہمان آئیں گے وہ شریف میزبان ضرور ادا کی خاطر داری کرے گا چونکہ حضرت اقدس مرزا صاحب مدظلہ کے حضور میں صد مہمان آتی ہیں۔ اس لئے آپنے مکانات کی توسیع کو بہت ضروری سمجھا۔ ان و بخیل میزبان کیوں اس کی قدر کر لیا اور کیوں اسکی ضرورت ہوگی جس کے پاس کوئی آٹا ہی نہ ہو جس قوم کے خلاق میں اس قدر وسعت نہ ہو۔ کہ بارہ اماموں سے زیادہ کی ضرورت حقہ کو محسوس کر سکے چاہے دنیا کی عمر ہزاروں سال ہی کو بد جا رسول اللہ کیوں نہ ہوں۔ تو اس کے دل میں مہمانوں کے لئے کہاں جگہ۔ یہ منطق تو ہر مجتہد مالدار شیعہ پر صادق آسکتی ہے۔ کیونکہ بکثرت امام باڑہ جات مسکوئے مکانات کے ساتھ تھی ہیں۔ اور مکانات کی توسیع کے موجب بنے ہیں۔ اسی مشاہدہ نے بظنی سکھائی ہے مقتضائے تجربہ ہی تھا۔ سچے ہم چچاہ کو زیادہ خفیہ کرنا نہیں چاہتے عقائد را اشارہ کافی۔

مرزا صاحب کا خدا اگر کفیل نہ ہوتا۔ اور اگر وہ قوم کو دلوں میں کشش مقناطیسی کا اثر نہ پیدا کرتا۔ تو دنیا کے فرزند مقدمہ بازیوں ہی میں فیصلہ کر دیتے۔ اپنے اس مورخین پر کون سی مصیبت توڑنے کی کوشش نہیں کی۔ اور کس وقت چہن ہی بیٹھے دیا تجارت اور مفت کے روپیے عیش تولد وہ مولوی کر رہے ہیں جن میں جناب کو سابقہ پڑتا ہے۔ اور چونکہ مشاہدہ نے ڈھکسے باز۔ شعبہ باز پیشہ دکھائے ہیں۔ اس لئے آپ کو کیونکر اس فخر پر داز زمانہ میں کسی استبان کی قدر ہو سکتی ہے۔ نائزین کر بلا کے دل کو کوئی پوچھے کہ کس طرح حبیب منا و حبیب جامہ خالی کے لے کر پوٹے ہیں خدراؤں لوٹے جو لوٹے ہو۔ مالی و اخلاقی مالی لوٹ کا یہ حال ہے۔ کہ کاغذ اور پھپھوں کے سنگھار کی بدولت قوم کے لاکھوں گروہوں روپیے نکالے جاتے ہیں۔ اخلاقی لوٹ کا یہ حال ہے کہ شخص کے دل کے نیچے کیلے چھوٹ بولد و خالو

کو زبان ہاتھ پاؤں غرض ہر طرح سے نقصان پہنچاؤ چاہے آبروی کیوں نہ جائے۔ مگر موقع پاکر گنہگار بنا دو۔ خاسق بنادو۔ زانی بنادو۔

ہر عیب ہر عیب کی طاعت باشد۔ مذہب معلوم واپس نہ گیا مرزا صاحب گھر گھر گزار رہے ہیں کس قدر وسیع ہو جائے۔ تو ناگوار۔ لیکن مشہور قدس میں چار چار انگل زمین لاکھوں روپیہ کھا جائے۔ تو پسند۔ زندہ انسان ہنگام خدا امن و عافیت پائیں۔ تو ناروا۔ سب لوگوں کے قافلے کے قافلے زمین کرتے چلے جائیں۔ اور لاکھوں کے خرچ میں تو عزیز خاطر چاہے بیٹھے ہر کے بعد نکال کر پھینک دے جائیں۔ افسوس آپنے اپنی اس قدر عظمت دکھا کر راقی اپنے آپ کو ہر جگہ علی علت شود کا مصداق بنا لیا علت غائی آپ کی اور اس تحریک کی زمانہ پر روشن ہوگی جو معیار جناب کا ہے۔ اس پر تو سوائے تاریکی کے فرزند کے اور کوئی پورا نہ آتا ہے۔ نہ آتے۔ نہ مناسب تو یہ ہے۔ کہ سواہر مسمن رائے جائے۔ اور اصل کو لا کر ہم سب کی قلمی کھول دیجئے۔ اس تو تو میں میں ہی کیا حاصل۔ بھروسے کا پلا دیکھ کر ہم خود فیصلہ کر لیں گے اصل قرآن شریف ہی مل جائے گا۔ بہتر تو یہی ہے کہ آپ رخصت لیکر سر دیا جائے اور اس معصوم رو پوش کو لے آئے۔ کیا زندہ کو زندوں میں لانا مشکل ہے جبکہ مردہ مسیح کو زندہ کرنا آسمان سے لانا آسان ہے الغرض اس تمام تحریر سے یہ نتیجہ نکلا۔ کہ آپ اگر ممکن ہو تو کبھی اللہ تعالیٰ کے چہرہ کو دنیا میں چمکنے ندیں۔ کیونکہ نور حق سے تو کروڑوں کی مجلسا زبان اور افراتر وادیاں گل رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحم فرماتا ہے۔ اور ہادی ہیجتا ہے۔ اور وہ چاہے ہے۔ کہ دنیا راہ راست پر لے۔ لیکن مدی کیوں اپنی کرنی سے باز آتے ہیں کوئی حقیقہ اٹھا نہیں رکھیں گے جب تک قدرت ہے۔ مگر اسے نادالوا۔ اللہ متعذروں کو کرہ الکافرین

کم سے کم اس بحثا بحثی میں یہ بات تو کھل گئی۔ کہ مامور من اللہ اور مرسل من اللہ کے ساتھ اس طرح دنیا عباد رکھتی ہے۔ اگلوں پر ہنستے ہیں کہ کیسے نادان تھے کہ آتی ہی منہ مڑا۔ کیا عقل نہ تھی۔ لیکن ہم نے اپنی آنکھیں دیکھ لیا کہ مفسد ہمیشہ مصلح بنکر قوم کو راستبازوں کی طرف جانے سے روکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہزاروں ہزار شکر۔ کہ اس نے امام معصوم کی صداقت اپنے لاکھوں نشان آسمانی سے قائم کر دی۔ اور ثابت کر دیا کہ تاریکی کے فرزند اور ان کے چیلے چاڑے نجات سے بے نصیب در اس ام پاک و کوسوں دور پڑے ہوئے ہیں۔ زمانہ سنت اللہ پر چل رہا ہے۔ اور سنت اللہ ہی ایک غیر قابل تغیر قانون ہے۔ سنت اللہ توڑنے والوں پر زمانہ تیار کر رہا ہے۔ یہی خدا کی لاٹھی ہے۔ پیسہ اخبار کو لگ چکی۔ عصر جدید بھی راہ طے کر رہا ہے۔ عنقریب اس منزل پر پہنچے گا جہاں



## یادگار کریم

نام نیک رفعتگان ضائع مکن  
تا بماند نام نیکت برقرار

حضرت مخدوم الملتہ مولانا مولوی عبدالحکیم صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ کی زندگی اور موت ہر صورت اور ہر پہلو سے مبارک ہی تھی۔ زندگی خدمت دین میں گزری اور اسی جہاد اکبر میں آپ نے جام شہادت پیا۔ موت (جو درحقیقت زندگی ہی ہے کیونکہ سرگزشتِ دہر دلش زندہ شد عشق ثبت است بر جہریدہ عالم دوام)

قوم کو بہت سے مفید سبق دیتی ہے اور اس طرح مرحوم کا سنگ مزار ہمیشہ مرحوم کی زندگی کا آئینہ ہو کر اپنا کام کرتا رہے گا۔ مرحوم کا صدقہ ..... ایسا صدقہ نہیں جو دلوں سے یکدم بہو لجاوے اور نہ یہ موقع ہے کہ بین قوم کے اس معزز مہر کی وفات کا نقشہ کھینچ کر قوم کو رلاؤں اس کے لئے کئی درد انگیز مرقع اور مرثیہ کی حاجت نہیں مخدوم الملتہ کے نام کے ساتھ مرحوم کا لفظ ہی اپنے اندر غضب کی تاثیر اور رقت رکھتا ہے تاہم میں مرحوم کی شہادت پر ایک مفصل آرٹیکل بہت جلد لکھنے کا ارادہ کرتا ہوں جب دل بقرار گو کچھ ڈارم ملے۔ اس وقت ایک ضروری امر قوم کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اور دراصل میں اس پیغام رسانی کا ایک ذریعہ قرار دیا گیا ہوں اور ہے۔

درپس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند  
انچہ استاد ازل گفتہ ہمان میگوم  
کا مصداق ہوں یہ امر نہایت ضروری اور نہایت مفید اور انشاء اللہ العزیز بابرکت امر ہے جسکے پیش کرنے کا مجھے حضرت حکیم الامتہ کی طرف سے ایما ہوا ہے اور حضرت حکیم الامتہ نے ہی حضرت امام الملتہ حجت الاسلام شیخ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور پیش کر کے اجازت لے لی ہے۔ حضرت حجتہ اللہ نے اسکو ازبس پسند فرمایا اور ضروری سمجھا ہے۔ پس اس سے اس کی اہمیت اور ضرورت کا پتہ بخوبی لگ سکتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

حضرت مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ کو قرآن کریم کے ساتھ خاص محبت اور عشق

تھا۔ وہ قرآن شریف کے حقائق اور معارف کے بیان کرنے میں جیسے قادر الکلام اور پر جوش تھے ویسے ہی اسکی قراءت کے لئے ایک دلکش اور موثر لہجہ اور لحن رکھتے تھے۔ چونکہ مخدوم الملتہ نے کوئی صلی اولاد ہی نہیں چھوڑی اسلئے حضرت حکیم الامتہ نے یہ سنجوڑی ہے کہ مرحوم کی روح کو خوش کرنے اور ایصالِ ثواب کے لئے صدقہ جاریہ کے طور پر یہاں قادیان میں قرآن شریف کی ایک جماعت کھلی جائے جس میں ایک عمدہ اور اعلیٰ درجہ کا قاری قرآن شریف پڑھانے کے لئے رکھا جائے اور چند مستعد اور ہوشیار طالب علم اسکے پاس تجوید اور قراءت کے ساتھ قرآن شریف پڑھیں اور پڑھائیں ترجمہ سنیں اور سنائیں گو یا قرآن شریف کے مبلغین کی جماعت وہ جماعت ہو۔ اور اس طرح قریباً مائتہ یل دعویٰ املی الخیر کی مصداق ہو۔ (انشاء اللہ العزیز) یہ بہت مختصر سا کام ہے۔ اسکے لئے بجائے خود ساری جماعت مخاطب ہے لیکن خصوصیت کے ساتھ جماعت سیالکوٹ (جسکو اپنی جگہ مخدوم الملتہ کے وجود پر خاص ناز تھا) جماعت لاہور اور اس میں سے علی الخصوص عالی جناب شیخ رحمت اللہ صاحب (جسکو مخدوم الملتہ کے ساتھ اور جنکے ساتھ مخدوم الملتہ کو کامل درجہ کی لشد محبت تھی) منشی تاج الدین صاحب خواجہ کمال الدین صاحب اور قریشی صاحب مخاطب ہیں۔ اور اس سطر چرمنشی گلاب خان صاحب (دہر سالہ) جو دہری رستم علی (ابن ابوبوعطا محمد صاحب اور سیر منشی محمد العزیز با سطر طبرستان اور دیگر دوست (جسکو مخدوم الملتہ کے ساتھ خصوصیت سے محبت تھی اور جوانی سے ارادت رکھتے تھے) اس موقع پر مخاطب ہیں۔ کہ وہ اس جماعت کے متعلمین اور متعلمین کے مصارف کو اپنے ذمہ لیں اور اس کا خرچہ میں مدد دیں آہ! ایک وقت تھا کہ دارالامان کی دینی ضرورتوں کے پیش آنے پر مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ انہیں احباب کی اراد اور محبت و اخلاص اور سعی فی الدین کا اندازہ کر کے بیڑا اٹھالیا کرتے تھے کہ میں اسقدر روپیہ جمع کر دوں گا۔ اور آج اسی مرحوم کی روح کے ایصالِ ثواب کی نیت سے ان احباب کے سامنے مجھے اپیل کی حاجت پڑی !!!

مجھے کچھ ہی ضرورت نہیں کہ میں اس مقصد کے لئے زمانہ کے عینی اور چلنے چڑھنے الفاظ استعمال کروں۔ اللہ تعالیٰ قوم اور احباب مخدوم الملتہ کے دل میں خود اس ضرورت اور مقصد مفید کا القا کرے۔ آمین چونکہ المحکم کے ساتھ اور اسکے پیچھے ایڈیٹر کے ساتھ ہی مخدوم الملتہ کو خاص محبت تھی اور وہ المحکم کے لئے اپنے دل میں خاص جوش اور غیرت رکھتے تھے۔ اسلئے میں خود وہ روپیہ ماسوار کے قلیل چندہ سے اسے شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اسے قبول فرماوے (آمین) یہ یاد رہے کہ اس میں مستقل ماسوار چندوں کی مستقل اخراجات کے لئے اور یک مشت عطیوں کی اتفاقی اور ابتدائی اخراجات کے لئے ضرورت ہے تمام روپیہ حضرت حکیم الامتہ کے نام آنا چاہئے اور اس کی اطلاع ایڈیٹر المحکم کو دیجاوے کہ وہ کون پر چلی قلم سے یادگار کریم لکھتا جاوے + آخر میں رب کریم کے حضور التجا ہے۔

آغاز کردہ ام تو رسائی بہ تھا  
(ایڈیٹر المحکم)

**نوٹ**۔ حضرت مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ کی جڑ وصال پاکر لاہور کے اکثر احباب تعزیت کے لئے دارالامان بمقام بیکر تشریف لائے تھے مینے عالی جناب شیخ رحمت اللہ صاحب سے خصوصاً اسکا ذکر کیا انہوں نے بھی بڑی دلچسپی سے اس تجویز کو سنا اور پسند کیا۔ مجھے امید ہے کہ تمام احباب بڑی محبت اور سرگرمی کے ساتھ اس تجویز کی تائید میں عملی حصہ لیں گے۔

## ایک ضروری اطلاع

حضرت مخدوم الملتہ رضی اللہ عنہ کی سو انجمنی جمع کرنے کا پیچھے ایڈیٹر المحکم نے ارادہ کیا ہے اور کسیدہ ریڈیو (مصالح) آپ کی سمیرت کا اسنے جمع ہی کر لیا ہے اس لئے سب صاحبان خصوصاً مخلص احباب مخدوم الملتہ کی خدمت میں التماس ہے کہ اگر کسی کے پاس کئی تحریر مخدوم الملتہ کی ایسی ہو جس سے آپ کی سمیرت کیلئے مواد مل سکتا ہے

وہ مجھے اصل پیچیدہ میں اس کی صحیح نقل کے بعد انہیں والیں پیچیدہ میں گلا یسبا ہی اگر کسی کے پاس مخدوم الملتہ کے خطوط ہوں وہ بھی پیچیدہ میں۔ یا انہیں خود کوئی واقعہ مخدوم الملتہ کی زندگی کا معلوم ہو تو اس سے اطلاع دین اور نیز ان رویا اور کشوف سے بھی مجھے اطلاع دیجائے جو مخدوم الملتہ کی وفات کے بعد کسی نے ان کے متعلق دیکھے ہوں (ایڈیٹر المحکم)

## فرع عیسیٰ ومن معہ

(مخترہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے)

اس الہام الہی سے بڑھ کر کوئی الفاظ اس ساتھ جانکاز کی حقیقت کو بیان نہیں کر سکتے جو ۱۱۔ اکتوبر کو بدھ کے روز پیش آیا۔ جس دن یہ الہام سنایا گیا یعنی ۲۱۔ اکتوبر ۱۹۷۷ء ہی دن حضرت مخدوم و مکریم مولوی عبدالحکیم صاحب غفر اللہ لہ کی گردن کے نیچے ایک چھوٹی سی ہنسی نمودار ہو گئی جو مولوی صاحب مرحوم کی مرض کی ابتداء تھی۔ اور ۵ دن کی مرض کے بعد ۱۱۔ اکتوبر بدھ کے روز ۲ بجے دن کے حضرت مرحوم سینتالیس سال کی عمر میں حبیب الہام الہی سینتالیس سال کی عمر انشاء اللہ دانا الیہ راجعون اس دارنا پائیدار سے انتقال فرما کر حیات ابدی میں جا داخل ہوئے۔ اللہم اغفرلہ وارحمہ واعف عنہ واکرم منزلہ ووسع مدخلہ۔ اس لمبی مرض کے ابتدائے میں ہی دقت صحت کا رنگ آیا اور پھر مرض کا عود ہوا اور آخر کار ذات الجنب کے حملہ سے جس میں ۱۰۶ درجہ کا بخار ہو گیا جان سپرد خدا کی صحت کا ہونا اور پھر بار بار بیماری کا خود کرنا گویا اس تردد کی ایک صورت تھی۔ جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے کبھی ایسا تردد نہیں ہوتا۔ جیسا موت کی قبضہ روح میں تردد ہوتا ہے مومن کی زندگی نفسانی خواہشات یا دنیا کی محبت کے لئے تو ہوتی نہیں بلکہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کے جلال کو پھیلانے کے لئے ہی دنیا میں زندگی بسر کرتا ہے اور محض اسی غرض کے لئے چاہتا ہے کہ اسے عمر دیجاوے لیکن جب موت کا وقت آجاتا ہے اور تقدیر مبرم آجاتی ہے تو پھر آخر اسے سفر آخرت کے لئے چلنا پڑتا ہے۔ چنانچہ جن احباب کو ایام بیماری میں حضرت مرحوم کی خدمت کا موقع ملا ہے انہوں نے یہی